رفع الفساد
فی
مخرج الظاء والضاد

ضاد کو ظاء پڑھنا بدعت ہے

تصنیف

حضرت شیخ التفسیر علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور

مدحت فیضِ احمد کی

حضرت مصنف تصانیف کثیرہ استاذ الاساتذہ مفسرِ قرآن
علامہ محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ

از خلیل احمد خلیل فریدی (بہاولپوری)

زباں کیسے کرے گی گفتار مدحت فیضِ احمد کی
ستونِ دینِ احمد ہے امامت فیضِ احمد کی

تصانیف کثیرہ ہے کتابیں لکھیں پندرہ سو
تعصب برطرف دیکھو یہ محنت فیضِ احمد کی

کیا تفسیر روح البیان کا اُردو میں ترجمہ
مکمل تیس پارے ہیں یہ ہمت فیضِ احمد کی

اکیلا ہی مذاہب باطلہ پر حاوی ہو بیٹھا
محض درویش سادہ لوح طبیعت فیضِ احمد کی

جھگڑتے آتے ہیں برسوں سے بس تو دشمنانِ دیں
قدم ہلنے نہیں پاتے عزیمت فیضِ احمد کی

عمر میں فیضِ احمد دینِ احمد کو نہیں بھولے
مگر دیں بھی نہیں بھولے گا خدمت فیضِ احمد کی

عجب خوشبوئیں آتی ہیں مفسر کی محدث کی
میں جب بھی دیکھتا ہوں بس نسبت ذرا فیضِ احمد کی

سنو لوگو! بہاولپور چراغِ علم روشن ہے
ہے درس گاہ عظیم الشان عمارت فیضِ احمد کی

ماہِ رمضان روضہ پاک کی چھاؤں میں رہتے ہیں
مجھے تو اس لئے ہے بس محبت فیضِ احمد کی

خلیل اپنا ہے گھر مذکورہ جامعہ کی حدود اندر
روزانہ ہو ہی جاتی ہے زیارت فیضِ احمد کی

رفع الفساد فی مخرج الظاء والضاد

تصنیف

شیخ التفسیر والحدیث مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ناشر

صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی

تقسیم کار:

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور

ابن صوفی
محمد ابراھیم مدنی
غفرلہ

قیمت

فہرستِ مضامین

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

نماز معراج المومنین ہے۔ اس میں قرأۃ ایک اہم رکن ہے۔ اس کے فساد سے نماز کا ثواب تو کیا۔ اُلٹا گلے میں عذاب۔ اس لیے جب ایک رکن رہ گیا تو نماز گئی۔ جب نماز نہ رہی تو اُس نماز کی عدم ادائیگی پر اَسّی سال کا خوطہ جہنم کا نصیب ہوگا۔ اور جو لوگ نماز میں ضاد کے بجائے ظاء پڑھتے ہیں اُنکی باتفاق جملہ علماء فقہاء احناف و شوافع و مالکی وحنفی رحمہ اللہ نماز نہ ہوتی۔ جیساکہ ہم آئندہ چل کر تصریحات عرض کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اور یہ فتنہ وہابیہ (غیر مقلدین) نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد کھڑا کیا۔ اور ہم اہلسنت کی مخالفت میں دیوبندی فرقہ بھی بلا تحقیق وہابیوں (غیر مقلدین) کے ساتھ ہوگئے اور آجکل علم تجوید کی ٹھیکیداری اپنے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ اور عوام اہلسنت کو تاثر دیتے ہیں کہ حفاظ اور علماء اہلسنت علم تجوید سے ناواقف ہیں۔ اور ہم لوگ اس فن کے اصلی ٹھیکیدار ہیں۔ فلہٰذا ضاد کو ظاء پڑھنا عین اسلام ہے۔ اس کا فیصلہ تو فنِ تجوید کے قواعد و ضوابط سے ہوگا جسے فقیر آئندہ چل کر عرض کرے گا۔ لیکن ان کی دھوکہ دہی کا پردہ چاک اس وقت ہوتا ہے جب ہمارے حجاج حرمین شریفین سے واپس آکر یقین دلاتے ہیں کہ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے امام ضاد کو ظاء نہیں پڑھتے بلکہ بدستور ضاد کی ادائیگی اسی طرح کرتے ہیں جس طرح ہم اہلسنت میں مروّج ہے

فیصلہ اگرچہ ہم نجدی اماموں کی ہر بات کو دلیل نہیں سمجھتے لیکن یہ لوگ تو اُن کی ہر غلط عقیدہ و غلط مسئلہ کو نصِ قرآنی کا درجہ دیتے ہیں، پھر وہ ان کے

اِس رویہ سے کیوں چشم چُراتے ہیں اور نہ صرف حرمین شریفین کے ائمہ بلکہ عرب شریف اور مصر شریف و دیگر جملہ ممالکِ اسلامیہ کے جملہ قُرّاء، حفاظ و علماء کرام اِسی طرح پڑھتے ہیں جیسے ہم اہلسنت ۔ اگر ان وہابیوں، دیوبندیوں وغیرہم کے پاس اپنے اس دعویٰ میں ممالکِ اسلامیہ کے قرّاء و حفاظ کی قرأۃ کی دلیل ہے تو لائیں۔ بشرطیکہ وہ حافظ و قاری ان سے متأثر نہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بدعت سیئہ ہے جسے

ہندوستان میں یہ بدعت غیر مقلدین وہابیہ کے میاں نذیر حسین کی سرپرستی میں ایجاد کی گئی۔

غیر مقلدین وہابیوں نے ایجاد کیا اور دیوبندیوں اور وہابیوں نے پروان چڑھایا جس کا پس منظر یہ ہے کہ جہاد آزادی ۱۸۵۷ء میں علماء اسلام کی شہادت اور اسیری کے بعد مفسدین نے موقع غنیمت سمجھ کر کئی فتنے کھڑے کر لیے من جملہ ان فتنوں کے ایک فتنہ ضاد کو ظا کے مشابہ پڑھنے کا تھا جس کی سرپرستی اور پشت پناہی مشہور غیر مقلد عالم مولانا نذیر حسین دہلوی کر رہے تھے۔ قاری یوسف علی خان دہلوی اس فتنے کے بارے میں لکھتے ہیں۔

قضائے الٰہی سے یہ اتفاق ہوا کہ ایک آفت عالمگیر شہر دہلی پر آئی۔ غدر ہندوستان پڑا۔ کہ ثمرہ اس کا یہ ہوا کہ بعد غدر کے شہر دہلی میں بلکہ دُور دُور تک کوئی قاری نہ رہا۔ اس وقت بعض مردم منتظرین نے یہ وقت پاکر یہ مسئلہ احداث کیا کہ ضاد کو بصوت ظا یا مشابہ اس کے تلاوت قرآن میں حتیٰ کہ قرآت نماز میں پڑھو[1] ۔۔۔۔

اِس بدعت پر باقی ماندہ علماء دھلی چیخ اُٹھے۔ اور ہر باشعور مسلمان اِس سے آزردہ و ملال تھا۔ علماء دھلی میں مفتی صدر الدین آزردہ[2]۔ مولانا کریم اللہ ۔ مولانا محمد شاہ ۔ مولانا

---

[1] یوسف علی خان قاری ۔ تحقیق المحققین فی رفع الشبہۃ عن المشتبہتین اور تعاون العلماء علی البر والتقویٰ: ص ۲

[2] یہ حضرت شاہ عبد العزیز کے اجلہ تلامذہ اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے استاذ ہیں ۔ ۱۲۔ اویسی غفرلہٗ

مولانا صدر الدین اور دیگر علمائے کرام اس بدعت کو دفن کرنے میں پیش پیش تھے۔

چنانچہ قاری یوسف علی خان نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور غالباً ہندوستان میں قاری صاحب موصوف پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس موضوع پر اردو میں ایک چوبیس صفحہ کا مختصر رسالہ لکھا جو تحقیق المحققین فی رفع الشبہۃ عن المشتبہین اور تعاون علی البر والتقوی کے نام سے ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۱ھ میں مطبع ناصری دہلی میں چھپا۔ جس میں مصنف نے مسئلہ ضاد اور ظا پر بڑی محققانہ اور سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس رسالہ پر جلیل القدر علماء و قراء کے دستخط اور مہریں ہیں۔

رسالہ کے آخر میں مصنف نے اپنے ایک مناظرہ کا ذکر کیا ہے جو مولانا نذیر حسین دہلوی کے ایما پر ان کے شاگرد میاں امام الدین سے ہوا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنی اس گفتگو کا ذکر بھی کیا جو مولوی حبیب اللہ مولف نزھۃ الناظرین سے مختلف اوقات میں ہوئی۔

فقیر میاں امام الدین سے مناظرہ کی روئیداد اور مولوی حبیب اللہ سے گفتگو کو آسان زبان میں پیش کرتا ہے۔

نفس مسئلہ کی وضاحت کے لیے اصل کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

یوسف علی خان مرحوم فرماتے ہیں کہ:-

دہلی کا تاریخی مناظرہ

مخفی نہ رہے کہ ہمارے اس فتویٰ پر دہلی کے تمام علمائے کرام نے مہریں ثبت کی ہیں لیکن مولانا محمد نذیر حسین دہلوی نے مہر لگانے کے بجائے مولوی حبیب اللہ کا رسالہ نزھۃ الناظرین پڑھنے کے لیے دیا چنانچہ میں نے اس رسالہ کی ایسی تردید کی جس کا جواب آج تک نہ آیا اور نہ آئے گا (انشاء اللہ تعالیٰ) رفتہ رفتہ نوبت بایں جا رسید کہ مولانا نذیر حسین دہلوی نے اپنے شاگرد میاں امام الدین ساکن دوجانہ سے مجھے مناظرہ کرنے کے لئے کہا۔ میں مولانا کے مکان پر پہنچا تھوڑی دیر بعد خود بھی آ گئے اور میاں امام الدین کو بھی ساتھ لے آئے۔ مباحثہ شروع ہو گیا۔ نتیجہ سامنے نہ آنے کی وجہ سے یہ طے ہوا کہ مولانا مفتی صدر الدین دہلوی

کے مکان پر مناظرہ ہو اور مفتی صاحب موصوف منصف ہوں۔ چنانچہ ۳ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ کو مفتی صاحب کے مکان پر اجتماع اور تھوڑی گفتگو ہوئی اور مجلس برخاست ہوگئی پھر دوسرے دن اجتماع ہوا جس میں طے ہوا کہ کل مفتی صاحب کے مکان پر اجتماع ہوگا اور باہم گفتگو ہوگی۔ چنانچہ تیسرے دن اجتماع ہوا جس میں مولانا سدیدالدین خان، مولانا نذیر حسین دہلوی، مولانا کریم اللہ۔ مولانا خواجہ ضیاءالدین اور دیگر بے شمار علماء اور طلباء کا جم غفیر شریک ہوا۔ چنانچہ مناظرہ شروع ہوا۔ مولانا سدیدالدین خان ابن مولینا رشیدالدین خان اور مفتی صدرالدین خان منصف مقرر ہوئے طرفین کے سوال وجواب کا خلاصہ حسب ذیل ہے ـــــ منصفین نے مجھ سے کہا کہ تم اپنا دعویٰ پیش کرو۔ میں نے کہا ـــــ ضاد کو ظا کے مشابہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ وہ ضاد جو صوت ظاء کے مشابہ ہے وہ ضاد ضعیف ہے۔

كما قال الرضی فی شرح الشافیة فی قول المعنی الضاد الضعیفة قال السیرفی انها لغة قوم لیس فی لغتهم ضاد فاذا احتاجوا الی التکلم بها فی العربیة فربما اخرجوا ظاء و ربما تکلفوا اخراجها من مخرج الضاد فلم یتأت لهم فخرجت بین الضاد والظاء

چنانچہ میں نے رضی شرح شافیہ منصفین کے سامنے پیش کی اور انہوں نے اصل سے نقل کر کے اپنے پاس رکھ لی۔

پھر میاں امام الدین نے لفظ "بین" میں گفتگو کی۔

منصفین نے کہا لفظ "بین" میں برابر نسبت طرفین کی معتبر ہے۔ بغیر نسبت طرفین "بین بین" متصور نہیں۔ میاں امام الدین نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ جو ضاد مخرج ضاد اور ظاء میں پڑھا جاتے وہ ضاد ضعیف مستہجنہ ہے اور اشراب صوت ظا کے ممنوع ہے۔

منصفوں نے کہا۔ جب ضاد ضعیف مستہجنہ ہوا تو اس کے استہجان پر دلیل دو اس کے بعد میاں امام الدین نے کہا ـــــ رعایا اور جہد المقل میں ہے کہ ضاد مشابہ صوت ظا کے ہے۔

منصفین نے حوالہ مانگا۔

میاں امام الدین نے کہا۔ کہیں سے کتابیں منگا کر حوالہ دوں گا۔

طرفین میں گفتگو جاری تھی کہ

مولانا محمد شاہ صاحب نے کہا۔ ہماری گفتگو ضاد ضعیفہ میں ہے اور ضاد ضعیفہ حروف متفرعہ میں سے ہے اور حروف متفرعہ کی تعریف یہ ہے کہ ایک حرف کو دوسرے حرف کے بعض صوت سے ملایا جائے جیساکہ کفایہ شرح شافیہ میں ہے۔ مخرج الحرف المتفرع واضح لانہ تحدث من اشراب بعض صوت علیہ۔ اور جار بردی میں بھی ایسے ہی منقول ہے ـــــ چنانچہ جو "ضاد" ضاد اور ظا کے مخرج میں پڑھا جائے یعنی وہ ضاد جو بعض صوت ظا کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ وہ ضاد ضعیفہ مستہجنہ ہے ـــــ

مولانا کریم اللہ نے مولانا سعیدالدین خان سے پوچھا (جو کہ مناظرہ میں منصف تھے) کہ آپ بتائیں کہ اشراب صوت مستہجن ہے یا نہیں ـــــ

مولانا سعیدالدین خان نے علی الاعلان فرمایا کہ یہ اشراب صوت قطعاً مستہجن ہے۔

میاں امام الدین دوجانوی نے کہا۔ ہم مانتے ہیں کہ ضاد باشراب بعض صوت ظاء کے پڑھنا ضاد ضعیفہ مستہجنہ ہے۔ لیکن اس اشراب مستہجن پر صرف مشابہت سے عمل نہیں ہے۔

اس پر مولانا سعیدالدین خان نے فرمایا۔

تمہارا ضاد پڑھنا اس اشراب کے بغیر ممکن نہیں اور اسی طرح مشابہت مذکورہ اس اشراب کے بغیر ممکن نہیں۔ پھر تم یہ بات کیوں کہتے ہو کہ اس اشراب مذکورہ پر ہمارا عمل نہیں ہے۔

مولانا شاہ صاحب، نے میاں امام الدین سے کہا۔

کہ اس مشابہت کے معنی بیان کرو۔

میاں امام الدین نے کہا۔ مشابہت کے معنی اشتراک فی الصفات ہیں۔

مولانا محمد شاہ صاحب نے کہا۔

اشتراک فی الصفات سے کیا مراد ہے۔ جمیع صفات مراد ہیں یا بعض صفات مراد ہیں۔ اگر جمیع صفات مراد ہیں تو ضاد کو ظا کے مشابہ نہیں کہنا چاہیے۔ کیونکہ ضاد اور ظاء جمیع صفات میں مشترک نہیں ہیں اور اگر بعض صفات مراد ہیں تو پھر تمام حروف کو ایک دوسرے کے مشابہ کہنا چاہیے۔ کیونکہ

حروف ہجا میں ایسا کوئی حرف نہیں کہ وہ دوسرے حرف کا بعض صفات میں مشترک نہ ہو۔ حالانکہ ان کو مشابہ نہیں کہتے ہو۔

میاں امام الدین نے کہا۔ مشابہت سے مراد یہ ہے کہ اشتراک بعض صفات میں ہو اور قرب مخرج بھی ہو۔ اور صفات متفاوت بھی ہو اور مناسب بھی۔

اس پر مولانا محمد شاہ صاحب نے فرمایا۔ ضاد اور ظاء قریب المخرج نہیں۔ بلکہ ضاد اور ظاء کے درمیان نو حرفوں کے مخارج کا فاصلہ ہے۔

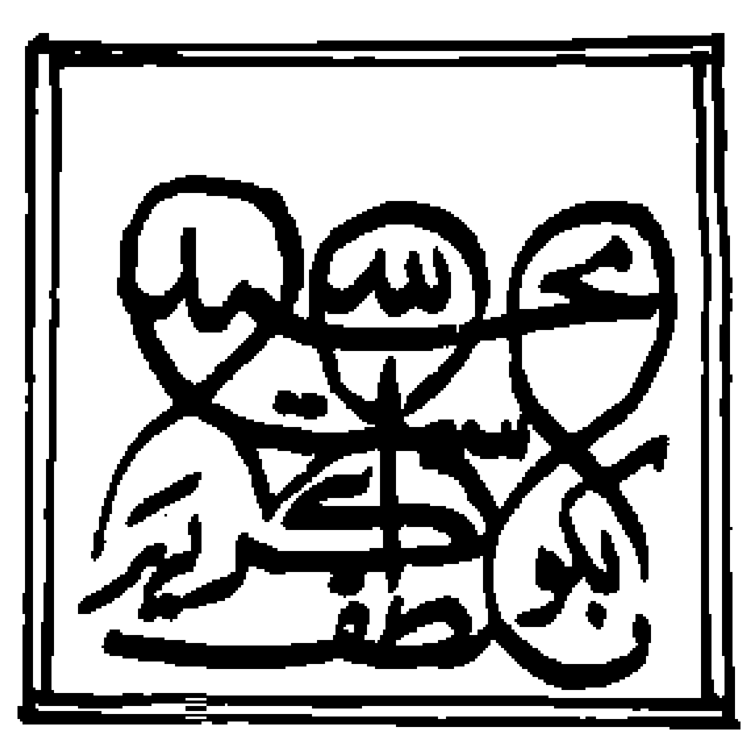
اس پر مفتی صدرالدین خان نے کہا۔

بَیْنَهُمَا بَوْنٌ بَعِیْدٌ (ان میں بہت بڑا فرق ہے۔)

پھر مولانا محمد شاہ نے کہا۔

تمہارے مشابہت کے یہ معنی عقلی ہیں یا نقلی۔ اگر عقلی ہیں تو عقل کو یہاں کچھ دخل نہیں ہے۔ اور اگر نقلی ہیں تو معتبر کتاب کا حوالہ پیش کیجیے۔

میاں امام الدین نے سکوت کر لیا اور نقل پیش نہ کی۔ لہذا مجلس مناظرہ برخاست ہوئی۔





خلاصہ کلام واصل مرام یہی ہے کہ
کلام حسب ابتدای مطلب ہوئی وہ
محذوف ہیں واسعد بحث ہا
محمد سیف الدین
عفی اللہ عنہ

تحریر محرر کی مباحثہ مذکورہ میں علی سبیل
الاختصار مطابق نفس الامر کی ہے
حررہ نور اللہ المعروف بہ صوبہ

میں دونوں دن کی مباحثہ میں
موجود تھا بہ خلاصہ اوسکا درست ہے
کتبہ العبد الملتجی المنان محمد فضل کریم
تغمدہ اللہ تعالیٰ
بالغفران

تتمہ مباحثہ

واضح ہو کہ میاں امام الدین مہدی ڈاڑھی دلیلوں سے لاجواب ہو گئے۔ اس زمانہ میں دیگر اور بحثیں بھی ہوئیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

مولوی حبیب اللہ سے مناظرانہ گفتگو

قاری محمد یوسف علی خان نے میاں امام الدین سے کامیاب مناظرہ کے بعد مولوی حبیب اللہ صاحب سے نزہۃ الناظرین سے مندرجہ ذیل گفتگو کی۔ قاری یوسف علی خان رقمطراز ہیں۔

۹ جمادی الاوّل ۱۲۸۱ھ کو مولوی نذیر حسین دہلوی نے مجھے مسجد نواب امین الدین خان میں طلوا بھیجا۔ اور وہاں موجود مولوی حبیب اللہ نزہۃ الناظرین سے مناظرہ کرایا جو ظہر سے عصر تک جاری رہا۔ جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

قاری یوسف علی خان: مولوی صاحب آپ نے اپنی کتاب "نزھۃ الناظرین" میں جو حوالے رضی۔ شافیہ اور مفصل کے دیئے ہیں۔ ان کتابوں میں موجود نہیں۔

مولوی حبیب اللہ: جی ہاں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔

قاری یوسف علی خان: آپ نے نزہۃ الناظرین میں "لفظ" بین" اور لفظ "فار" کا معنی الشی کیا ہے۔ ایک معمولی طالب علم بھی کبھی یہ معنی نہیں کریگا۔

مولوی حبیب اللہ: جی ہاں مجھ سے یہ غلطی بھی ہو گئی ہے۔

قاری یوسف علی خان: پھر انہوں نے مجھے جہد مقل کی ایک عبارت دکھائی جس کا میں نے یہ جواب دیا کہ یہ مشابہت جہر و استعلا میں ہے نہ کہ صوت ذاتی میں۔ اس کا صوت ذاتی علحدہ ہے اس لئے کہ اس کا مخرج علحدہ ہے۔

اس پر مولوی حبیب اللہ خاموش ہو گئے۔

مولوی حبیب اللہ سے دوسری مناظرانہ گفتگو

ایک دفعہ مولانا کریم اللہ کی مسجد میں اتفاقاً مولوی حبیب اللہ سے ملاقات ہو گئی اور مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی

قاری یوسف علی خان اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے "وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ" اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها" (یعنی تم قرآن اہل عرب کے لہجوں اور آوازوں میں پڑھو) اس آیت اور حدیث میں ہمیں قرآن پاک آواز عرب میں پڑھنے کا حکم ہے۔ اور یہ بات تو بالکل واضح ہے۔ کہ اہل عرب ضاد کو ظاء کے مشابہ نہیں پڑھتے اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو ضاد ظاء کے مشابہ پڑھا جائے وہ قرآن نہیں۔

سوال ہو سکتا ہے اہل عرب نے ظاء کو ضاد میں تبدیل کر لیا ہو ــــ

جواب یہ محض ایک مفروضہ ہے۔ قرآن حکیم کا محافظ خود خدا ہے۔ اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ قرآن حکیم ہی ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون (بے شک یہ قرآن ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔)

مولوی حبیب اللہ عوام طاء کی جگہ ت اور صاد کی جگہ سین پڑھتے ہیں۔ اس کی مخالفت کیوں نہیں ہو رہی۔

قاری یوسف علی خان ــــ اسے کسی نے قرآن نہیں کہا۔ کیونکہ یہ غلطی ہے اور غلطی کو کوئی قرآن نہیں کہتا۔ بلکہ عوام اپنی اس غلطی کا اعتراف کرتے ہیں۔ لیکن تم ضاد کو ظاء کے مشابہ پڑھتے ہو اور اسے قرآن کہتے ہو۔ دونوں باتوں میں فرق واضح ہے ــــ

پھر میں نے کہا مولوی صاحب اگر آپ کو علماء دہلی پر اعتماد نہیں تو اطراف کے علماء و قراء کو بلوا لیتے ہیں۔ جو فیصلہ وہ کریں اسے میں اور آپ دونوں تسلیم کر لیں۔

مولوی حبیب اللہ مجھے منظور نہیں وہ ضاد پڑھتے ہیں۔ اگر میرے حق میں کہیں گے تو قبول کر لوں گا۔ ورنہ نہیں ــــ

قاری یوسف علی خان یہ بات عقل و نقل اور شرع کے خلاف ہے۔

بھلا کام کہہ دینا ہے یارو

اَب آگے چاہو تم مانو نہ مانو [1]

مقدمہ

حرف ضاد اپنی صفت میں منفرد ہے۔ بعض کم فہم لوگ ضاد کو قرآن شریف عربی میں قصداً ظاد یا درمیان ضاد ظاء کے پڑھتے ہیں۔ مگر عمداً پڑھتے ہیں تو کفر کرتے ہیں۔ چونکہ ضاد کا ادا کرنا سخت ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ اسی لیے وہابی دیوبندی غیر مقلدین اور اہل شیعہ مخالفانہ طور پر ضاد عربی نہیں پڑھتے۔ شیعہ تو صحابہ کی مخالفت میں اور وہابی دیوبندی ائمہ عظام اور اسلاف کرام سے عداوت کی بنا پر ایسا کرتے ہیں۔ ورنہ مکہ مدینہ، روم، شام، بلخ و بخارا بلکہ جملہ ممالک اسلامیہ میں ضاد کو اصلی مخرج میں پڑھتے ہیں۔ کسی اسلامی ملک میں ضاد کو ظاء یا دال کے مخرج میں نہیں سُنا گیا۔ اس سے اہلسنت و جماعت کو چاہیے کہ غیر مقلد لوگوں کے مکروہ فریب سے اپنے آپ کو بچائیں کیونکہ ہمیشہ سے مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، عربستان، روم و شام و جملہ اہل اسلام، علماء کرام، مشائخ عظام، اغواث، اقطاب و ابدال و اولیاء، حفاظ و قراء ضاد پڑھتے چلے آئے ہیں اور اب بھی پڑھتے ہیں اور قیامت تک پڑھتے جائیں گے۔ (انشاء اللہ)۔ اس معنی پر نماز میں قصداً ظاد یا دال سے پڑھا جیسا کہ اردو فارسی میں پڑھتے ہیں تو نماز محض غلط اور بالکل باطل ہو گی۔ بلکہ پڑھنے سے کفر ہو جاتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف عربی میں ظاد فارسی پڑھے اس کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ جب وہ قصداً ضاد کو ظاء پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے نماز کیسے درست ہو گی۔ ایسا شخص قصداً تمام مقتدیوں کی نماز خراب کرتا ہے۔ جب امام نے قصداً ظاد فارسی پڑھی اور مقتدی ایسی غلطی سے خاموش رہے اور نہ اُسے بُرا سمجھا اور نہ ہی نماز لوٹائی تو وہ بھی داخل کفر ہوں گے۔ گونگے شیطان ہوتے ہیں اور ایسے امام اور مقتدی غلط پڑھنے اور سُننے سے توبہ کریں۔ ہاں جس شخص نے نماز پڑھائی اور ضاد صحیح پڑھی اور اُسے

---

[1] ترجمان اہلسنت کراچی ۱۲۔

حتی المقدور ادا کیا اور نیت بھی ضاد پڑھنے کی رکھتا ہے اگرچہ صحیح ادائیگی نہ ہو سکی تب بھی بسبب
نیت خالصہ صحیحہ اُسکی اور تمام مقتدیوں کی نماز صحیح اور عنداللہ قابل قبول ہوگی۔ اور جس شخص نے
قصداً ظاد یا دال سے پڑھا اور نیت بھی یہی ہو کہ یہ واقعی یہ ضاد ظاء ہے تو اسکی اور تمام مقتدیوں
کی نماز محض فاسد اور بالکل غلط۔ اور کفر اس لیے لازم آیا کہ اس نے کئی خرابیوں کا ارتکاب
کیا۔ ۱۔ تحریف قرآن ۲۔ مخالفین اسلام کا طریقہ اختیار کیا۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی، قرآن شریف
کی مخالفت کی۔ اِنَّا اَنزَلنٰہُ قُرآنًا عَرَبِیًّا۔ بیشک ہم نے اُتارا قرآن بزبان عربی۔
۴۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت۔ حضور سرور عالم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ اَحِبُّوا العَرَبَ لِثَلٰثٍ لانی عربی والقرآن عربی وکلام اہل الجنۃ عربیٌ۔ یعنی
عرب سے محبت کرو۔ اس لئے کہ میں عربی ہوں اور قرآن شریف عربی ہے اور اہل بہشت
کا کلام عربی ہوگا۔

(ف) حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل علیہم السلام و تمام فرشتگان خاص و عام کی زبان عربی
اور لوح محفوظ کی۔ تحریر و نوشت عواند عربی اور روز میثاق کی زبان عربی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ
نے تمام ارواح کو فرمایا۔ اَلَستُ بِرَبِّکُم۔ یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ تمام ارواحوں نے
اس کے جواب میں کہا۔ قَالُوا بَلٰی یعنی ہاں بیشک تو ہمارا پروردگار ہے۔ نفخ صور میں کلام عربی اور معراج
کتاب قوسین میں کلام عربی اور تمام صحابہ ائمہ و ازواج بنات مطہرات اور انکی آل و اولاد اور
سکنان مکہ عرب کی زبان قیامت تک عربی رہیگی۔ اور ضاد کو ظاء پڑھنا خالص عجمی ملاوٹ
ہے۔ جس سے قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کلام عربی کی صریح مخالفت ہے۔
اور یہ مخالفت عمداً ہے یا خطاً یا سہواً بہر طرح گناہ اور کفر اور بے ایمانی کی نشانی ہے۔ اسی
لیے جو شخص دلائل پڑھ سن کر بھی ضاد کو ظاء پڑھتا یا اُس کے جواز یا جائز رکھنے والوں کو اچھا
سمجھتا ہے۔ وہ بوجہ تحریف قرآنی پر راضی ہونے سے کافر اور اُسکی نماز فاسد و باطل ہے
مسلمانو ـــــــ مولےٰ عزوجل تبارک وتعالےٰ نے قرآن عظیم اُتارا۔ اور ہمیں اس

کے نغم و معنیٰ دونوں سے عبادت سے نوازا۔ لہٰذا ہم پر حق ہے کہ اسے جیسا اترا۔ ویسا ہی ادا کریں۔ حرف کی آواز بدلنے میں بے شمار جگہ الفاظ مہمل رہتے یا معنےٰ کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ معاذ اللہ کفر و اسلام تک کا فرق پڑ جاتا ہے۔ آواز صحیح سے جو معنے تھے۔ ایمان تھے اور بدلنے پر جو پیدا ہوئے۔ اُن کا اعتقاد صریح کفر ہے۔

لیکن یہ لطف و کرم ہی کہ اگر اسی تبدیلی کو عمداً قرآن سمجھے تو کافر ہے۔ اور نماز بھی فاسد اور اگر امام ہے تو تمام جماعت کی نماز خراب۔ اگر یہی توجیہہ نہ ہو تو آج کل ہزاروں غلطیاں صادر ہو رہی ہیں۔ مثلاً ہم روزانہ جبّہ و دستار سے سرشار مولویوں۔ حافظوں سے ——— قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدَ۔ سنتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ نہ اللہ تعالیٰ نے اَحد نازل فرمایا۔ نہ جبریل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اُحد پہنچایا نہ صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے اَحَد پڑھایا۔ پھر اسے قرآن ٹھہرانا کیونکر ہو۔

ف، اَحَد کے معنے ایک اکیلا۔ نظیر و شریک سے پاک نرالا،

اور اَھَد بہ تخفیف بمعنی اور بہ تشدید بمعنی بزدل۔ کمزور (معاذ اللہ) چنانچہ قاموس میں ہے کہ: الاھد الجبان زاد فی تاج العروس الضعیف،۔ اِس سے ثابت ہوا کہ (معاذ اللہ) اَھَد کہنا اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ہے۔ اگرچہ پڑھنے میں گالی کا ارادہ نہیں۔

صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ اذا نعس احدکم وھو یصلّی فلیرقد حتی یذھب منہ النوم فاذا احدکم اذا صلی و ھو ناعس لایدری لعلہ یذھب یستغفر فیسب نفسہ۔

جب تم میں کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو سو رہے یہاں تک کہ نیند چلی جائے کہ اونگھتے میں پڑھے گا تو کیا معلوم شاید اپنے لیئے دعائے مغفرت کرنے چلے اور بجائے دعا بد دعا نکلے رواہ الائمۃ مالک و السّتۃ الا النسائی عن اُمّ المؤمنین الصّدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔ جب اونگھتے میں نماز سے منع فرمایا۔ کہ احتمال ہے شاید اپنے لیے بد دعا

نکل جائے۔ اگرچہ قصد دعا ہے۔ تو خود جاگتے میں ہوش میں خود حضرت عزت کی شان اعلیٰ میں سخت گستاخی کا کلمہ نہ فقط احتمالاً بلکہ از روئے تجربہ بارہا منہ سے نکالنا کیونکر گوارا ہو سکے۔ اگرچہ قصد ثنا ہے۔

اس طرح ایک دو مثالیں اور لیجئے۔

(۱) نَصَرَ اللّٰہ صاد سے پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ امداد نصرت فتح و ظفر ہر ملک اقلیم روئے زمین کی دینے والا اللہ پاک ہے۔ یہ کیسا سچا صادق صحیح مقبول مضمون ہے اور نسر اللہ سین سے پڑھنے کے یہ معنی ہیں:۔

نسرا یعنی پتھر کا بت یا کرگس یعنی گدھ گرڈ۔ معاذ اللہ من ذالک۔ یہ کیا انتہا درجے کا کفر کامل محض لغو باطل جھوٹا کاذب مضمون ہے بس ایسا ہی فرق ضاد قار کے پڑھنے میں ہے۔ ضاد عربی طور طریقہ سے پڑھنے والا سچا صادق برگزیدہ پسندیدہ مقبول بارگاہ الٰہی ہے اور ضاد معجمہ کو 'ظا' یا 'ذال' یا 'ز' سے بدل کر پڑھنے والا جھوٹا کاذب منافق مقہور و مردود بارگاہ والہ ہے۔

کیونکہ ضالین و ظالین کے معنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس لیے کہ ضالین کا مطلب یہ ہے یا اللہ ہمیں گمراہوں کی راہ پر نہ چلا۔

اور ظالین کا معنی ہے ہمیں سایہ والوں کا راہ نہ دکھا اور یہ روح اسلام کے منافی ہے کیونکہ مرنے کے بعد سایہ والے تو بہشتی ہیں کما قال اللہ إن المتقين في ظلال۔ بے شک متقی لوگ سایہ میں ہونگے۔ اس معنی پر نماز میں بجائے رحمت حق کے استحقاق کے غضب ربانی کا موجب ہوگیا۔ ہمارے ایک سنی عالم دین نے ہمارے مضمون مذکور کو نظم میں یوں ڈھالا ہے۔

جگہ پر ضاد کے جب ظ بولے — مکان اصحاب جنت نار کھولے
اگر قصداً آپ کا فسد ہوا ہے — امامت ورنہ اُسکی ناروا ہے
اور روایت ہے عمادی سے عیاں — ضاد کو گر ظ پڑھے اے مہرباں
یعنی گر ظ سے پڑھے کاف نیز — وہ نماز اوسکی ہے فاسد بالیقین
اور امامت اوسکی ہے فاسد تمام — یاد رکھ یہ مسئلہ اے ذی مقام

اکثر کہتے ہیں کہ وہ کافر ہوا ضالین جس نے کہ ظا سے پڑھا

ضالین سے بعض کہہ رہے ظا سے ظلّین یعنی سایہ بے گمان

اور معنی ظالین کے اے اخی سایہ کر نے والے کہتے ہیں اسے انتہٰے

اور فرماتے ہیں یوں خیر البشر میں ہوں اہل ضاد اسکو دھیان کر

یعنی کرتا ہوں ادا حق ضاد کا مومنو تم بھی ہو پیرو مصطفیٰ

ضاد سے یعنی پڑھو تم ضالین جس طرح پڑھتے تھے ختم المرسلین

اور نصر اللہ پڑھے گر سین سے اس سے جاتی ہے نماز آپکی بے پیر

صاد سے ہے نصر امداد خدا ہم نبی کو دیں گے نصرت بر ملا

یعنی فتح مکہ یا فتح بکر..... ہم نبی کو فتح دیں گے سر بسر

سین سے ہے نسر یعنی بت کا نام یا ہے معنی نسر کرگس کا نام

تیسری مثال

رکوع کی تسبیح ہر نماز میں کم از کم چھ بار پڑھی جاتی ہے۔ عوام عظیم کے بجائے عزیم پڑھتے ہیں حالانکہ عزیم جلنے سخت دشمن۔ اسی لیے علماء نے وصیت فرمائی کہ مخارج صحیح کرے تاکہ نماز کے فساد سے بچے۔ ردالمحتار میں ہے

السنة فی تسبیح الرکوع. سبحٰن ربی العظیم إلّا إن کان لا یحسن الظاء فیبدل به الکریم لئلّا یجری علی لسانه العزیم فتفسد به الصلوٰة کذا فی شرح درر البحار فلیحفظ فان العامة عنه غافلون حیث یأتون بدل الظاء بزاء مفخمة۔

ایسی ہزاروں مثالیں قائم کی جاسکتی ہیں۔ سمجھدار کے لئے اتنا کافی ہے۔ اس سے علم تجوید و قرأۃ کی اہمیت معلوم ہوئی اور بات بھی حق ہے کہ ہم ہزاروں ایسی غلطیاں کرجاتے ہیں۔ اور زندگی بھر نماز پڑھی لیکن تجوید کی غلطی سے وہ تمام برباد۔ پھر کیوں نہ ہم اپنا کچھ وقت تصحیح حروف پر صرف کریں تاکہ کلام الٰہی کی حقیقی چاشنی سے محظوظ

ہوں۔ ورنہ علمار کرام قرأت بے تجوید کو لحن بتاتے ہیں۔ اور احسن الفتاوے فتاوٰے بزازیہ وغیرہا میں فرمایا۔ اِنّ اللّحن حرام بلاخلاف۔ لحن سب کے نزدیک حرام ہے۔ ولہٰذا آئمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہو تو اس کی تعلیم وتعلّم میں اس پر انتہائی کوشش واجب ہے۔ اگر کوشش میں قصور کرے گا معذور نہ ہوگا۔ نماز برباد جائے گی۔ علامہ سیوطیؒ کی اتقان شریف میں ہے:۔

من المہمّات تجوید القرآن وھو عطاء الحروف حقوقھا ورد الحرف الی مخرجہ واصلہ ولا شک ان الامّۃ کما ھم متعبدون بفہم معانی القرآن واقامۃ حدودہ ھم۔۔متعبدون بتصحیح الفاظہ واقامۃ حروفہ علی الصفۃ المتلقاۃ من ائمۃ القراءۃ المتصلۃ بالحضرۃ النبویّہ وقد عد العلماء القراءۃ بغیر تجوید لحنا۔

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے۔

عُذرِ گناہ بدتر از گناہ

مخارج حروف قرآنی اور تجوید والی ایک مشکل فن ہے اور چونکہ یہ ہمارے بس سے باہر ہے اسی لیے ہم مُعذور ہیں۔ یہ عُذر ناقابلِ قبول ہے۔ کیونکہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے اکثر لوگ طمع دنیا کیلئے انگریزی پڑھتے ہیں۔ حالانکہ وہ سخت اور کڑی اور نہایت غلط اور بے ڈھنگی زبان ہے۔ مگر ہزارہا روپیہ خرچ کرکے اس کو پڑھے جاتے ہیں۔ اور اچھے خاصے انگریز بن جاتے ہیں اور یہاں خاص دین ایمان کا معاملہ اور خاندانی مسلمانی کا دعویٰ اور خاص اللہ کی بندگی میں پڑھنے کی چیز ہے جس کو بہت صحیح وصاف طور پر پڑھنا چاہیئے۔ وہاں یہ حیلہ کہ ضاد آتا نہیں اور طرح طرح کے بہانے کرتے ہیں کہ جس کے غلط پڑھنے سے نماز فاسد اور کفر کا مل ہوتا ہے۔ عجیب حال ان لوگوں کا ہے کہ اپنی عزت آبرو کیلئے تو جان دیتے ہیں لیکن دین ایمان کے

بارے میں معذور بنتے ہیں۔ کچھ یہی طریقہ ضاد کو ظاء پڑھنے والوں کا ہے۔ یہ سب ان لوگوں کی کمی اور محض حیلہ سازی و دھوکا بازی ہے۔ تب اگر وہ معذور ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ امام بننے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں اور تمام مقتدیوں کی نماز برباد نہ کریں۔ یہ بڑے غضب اور صریح شیطانی مکر فریب ہیر پھیر کی بات ہے۔ اس سے بہت پرہیز کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ قصداً ضاد کو ظاء یا ذال پڑھ کر اپنے تئیں معذور بتلاتے ہیں۔ اور پھر نماز پڑھانے کے واسطے جان دیتے ہیں اور گرتے پڑتے ہیں۔ چاہے نماز درست ہو یا نادرست ہو۔ یا کفر ہو۔ ان دنیا سازوں کو تو اپنے پیشے کی نماز پڑھانی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ مُردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں یاروں کو تو حلوے مانڈے سے کام۔ مقتدیوں کو لازم ہے کہ ایسے ظالموں کو پیش امام ہرگز نہ بنادیں اور خود بھی صاف طور پر ضاد عربی زبان میں پڑھا کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ ضاد کو ظاء پڑھنے والوں یا شیعہ غالی رافضی ہوتے ہیں ایکے تو ہماری نمازیوں کے ساتھ سروکار نہیں کیونکہ ان کی نماز جدا ہے طریقہ جدا ہے۔ یا پھر وہابی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا اب مزید تاریخی شواہد ملاحظہ ہوں۔

اور ظاہر ہے کہ وہابی خواہ غیر مقلد ہوں یا دیوبندی۔ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اور پھر ضاد کو ظاء پڑھنے سے تو اور خرابی پیدا ہوئی۔ جیسے ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔ اب تاریخی کیفیت پڑھیئے۔

ضاد کو ظاء پڑھنے کا تاریخی منظر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں عجمی ممالک فتح ہوئے تو عجمیوں پر ضاد کا اصلی مخرج ادا کرنا مشکل محسوس ہوتا تھا۔ یہاں سے شر پسندوں کو موقع مل گیا۔

قرآن مجید میں تحریف تو نہیں کر سکتے تھے۔ اسی کو غنیمت سمجھا کہ ضاد کو ظاء پڑھایا جائے۔ تاکہ کچھ تو اسلام میں رخنہ اندازی ہوگی۔ چونکہ اہل تشیع قرآن مجید کو خلفاء ثلاثہ کا جمع کردہ صحیفہ سمجھتے ہیں۔ (تفصیل فقیر کی کتاب "قرآن اور شیعہ" میں ہے) اسی لیے اسے خوب اُچھالا۔ یہی وجہ ہے کہ غالی شیعہ تا حال ضاد کو ظاء پڑھتے ہیں۔ اس طائفہ فتنہ کو اگرچہ اہل اسلام نے خوب دبایا لیکن گاہے گاہے بوقت فرصت شرارت برپا کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

کے وصال کے بعد یہ فتنہ صرف شیعوں رافضیوں تک محدود رہا۔ خارجیوں سے ایک عرصہ تک خاموشی رہی لیکن تیرھویں صدی میں پھر خارجیوں کو شرارت کی سوجھی جیساکہ ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

فاروقی دور میں اس بدعت کا آغاز ہوا۔

کفایہ شرح شافیہ میں حروف مستہجنہ کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ "تولدت من اولاد اِسارٰی حتیٰ جاء اسلام دفتح البلاد" یعنی ضاد کو ظا۔ پڑھنا قبیح اور لغت عرب سے ایجاد نہیں بلکہ عجم کی ایجاد ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب عجم کے بلاد فتح ہوتے تو انہیں لونڈیاں اور غلام بکثرت غنیمت میں آئے۔ ان کو ضاد کے مخرج کی ادائیگی مشکل محسوس ہوئی۔ جیسے ہمارے ہند اور پنجاب کے لوگوں کے لیے سندھی، بروہی، پشتو اور بلوچی کے خاص الفاظ مشکل محسوس ہوتے ہیں تو ابن ملجم بدبخت جیسوں نے ان کو سہولت کی لالچ دے کر ضاد سے ظا۔ کی طرف لاتے۔ پھر شیعوں نے اس فساد کو پروان چڑھایا۔ چنانچہ بدر الانوار میں متعدد مقامات پر ضاد کو ظا۔ پڑھنا شیعوں، خارجیوں اور غیر مقلدین وہابیہ کی شرارت گردانا۔ جس کے چند عبارات بطور نمونہ آگے چل کر لکھوں گا۔ انشاء اللہ۔

یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ضاد کو ظا۔ پڑھنا بھی ایک فتنہ تھا۔ جسے شر انگیزوں نے موقعہ بہ موقعہ اُبھارا۔ لیکن اسلام کے شیدائیوں نے ایسے شریروں کی سرکوبی کی اور ایسا دبایا کہ پھر انہیں اس شرارت کو برسرِ مجلس لانے کی جرأت نہ ہوئی۔ مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنیئے بدر الانوار صفحہ ۲۷ میں ہے:-

مولوی رحمت اللہ صاحب کو مہاجر مکی فرماتے تھے کہ میں جو مصر میں وارد ہوا تو سنا کہ ایک طالب علم نے اسی مسئلے میں گفتگو شروع کی تھی سو وہاں کے حاکم نے کہا کہ ہم نے سنا تھا کہ آگے بھی اس مسئلے میں گفتگو ہوئی تھی۔ پچھلا دفتر جو نکلوایا تو معلوم ہوا کہ اس وقت میں کتنے علماء و قراء کتنے ہی شہروں کے جمع ہوئے تھے سب نے فتویٰ دیا تھا کہ ضاد منقوطہ کو دال مفخم کی طرح پڑھنا چاہیے۔ عوام کو جو مخرج کو جانتے نہیں یا مخرج سے نکالنے پر قادر نہیں

ہوتے ہیں۔ سو حاکم حال نے کہا۔ کہ کل جب علماء کا اتفاق روبرو حاکم سابق کے ہو چکا تھا تو اس میں اختلاف کرنا باعث خرق اجماع اور سبب فساد عظیم کا ہے۔ اختلاف کرنے والا اس میں قابل سزائے سنگین کے ہے۔ لیکن ہم درگزر کرتے ہیں۔ اور اس کو جلاوطن کر دینا چاہیے۔ جب وہ طالب علم جلاوطن ہوا۔ تو کوئی اس مسئلے میں گفتگو نہیں کرتا تھا۔ لوگ ڈرتے تھے اس اختلاف کے ذکر کرنے سے۔

ف، اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مولانا رحمۃ اللہ رحمہ اللہ کے ورود مصر سے پہلے بھی شرارتیوں نے یہی شرارت کھڑی کی اور پھر ان کے زمانے میں بھی یہ شرارت اٹھی اور یہ شرارت اٹھانے والے کون ہونگے۔ ظاہر ہے کہ خارجی ہونگے یا شیعہ رافضی۔ جسے اہلسنت حکام نے دبایا اور یہ فتنہ وہاں تو دب گیا۔ لیکن ہمارے ملک میں چونکہ انگریز یہی چاہتا تھا کہ اسلام کے خلاف فتنے اٹھیں۔ اور جو دبے ہیں وہ ابھریں۔ چنانچہ ہمارے ملک میں فتنہ ابھرا اور ایسا کہ اس پر مناظروں کی مجلسیں منعقد ہوئیں۔ امت مسلمہ میں شور برپا ہوا۔ جس کی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب "التحقیق الجلیل" میں لکھ دی ہے۔ مناظروں کے نمونے فقیر نے پہلے لکھ دیئے ہیں۔

باب اول

قرآن سے استدلال

"اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا" بے شک اسے ہم قرآن عربی نازل فرمایا" اب جو ضاد کو ظاء پڑھے گا وہ قرآن ارث دسے انحراف متصور ہوگا۔ کیونکہ ضاد خالص عربی ہے۔ جو کسی دوسری زبان سے تبدیل کر کے پڑھا جائے گا۔ تو وہ غیر عربی یعنی عجمی ہوگا۔ اب مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ قرآن عربی ہے لیکن ضاد کو ظاء پڑھنے والا اس کے عجمی ہونے کا ثبوت دے رہا ہے۔ اور ہم آگے چل کر نہایت قوی اور مضبوط دلائل سے ثابت کریں گے کہ ضاد کو ظاء پڑھنا عربی ضاد کو قرآن میں شامل کرنا ہے جسے تحریف قرآن سے تعبیر کرنا پڑے گا۔ اور وہ بالاتفاق کفر ہے۔ اور ضاد عجمی کو قراء ضاد ضعیفہ کہتے ہیں اور وہ وہی ہے جو ہمارے علاقوں میں مروج ہے جیسے ضمانت۔ حوض۔ فیض۔ ضرورت۔ ضرر۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

مزید تشریح

جملہ علمائے اسلام و قرّاء عظام نے فرمایا بلکہ خود مخالفین نے اعتراف کیا کہ ضاد عسیر المخرج ہے۔ تبھی تو مخالفین نے تسہیل کا سہارا لے کر اسے ظا پڑھنے پڑھانے کی راہ نکالی۔ اور یہ بھی صرف اسی لیئے کہ یہ خالص عربی لفظ ہے یہی وجہ ہے کہ اس کی ادائیگی خالص عربی کیلئے مشکل نہیں۔ اگر اشکال ہے تو ہم عجمیوں کو اور ظاہر ہے کہ ایک علاقہ اور ملک کا مخصوص لفظ دوسرے علاقہ اور ملک کے لوگوں کیلئے ادا کرنا یا بہرے سے ادا نہ ہو سکے گا۔ اگر ہوگا تو بڑی مشکل کے بعد مثلاً ڀ ۔ ڄ ۔ ڳ ۔ جیسے ٻار (بچہ) ڄل (چَل) - ڳالھ (بات) خالص سندھیوں کے الفاظ ہیں۔ خالص پنجابیوں سے یہ الفاظ ادا نہیں ہو سکتے وہ انہیں ان کے ہم مخرج الفاظ سے پڑھتے ہیں ایسے ہی بروہی بولی کا "ڷ" جیسے طوڷ ( ) لفظ ہے لیکن ہم اس کی ادائیگی سے عاجز ہیں۔ ایسے ہی ضاد خالص عربی لفظ کو مشکل دیکھ کر اسے "ظا" یا دال سے عمداً استعمال کرنا تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔ اور قرآن مجید میں جیسے اضافہ اور کمی کرنا کفر ہے۔ ایسے ہی اس میں ایک حرف کے بجائے عمداً دوسرا حرف پڑھنا بھی کفر ہے اور یہ لوگ عمداً ضاد کو ظا پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ جیسے ناظرین کو معلوم ہے۔

استدلال از حدیث شریف

حدیث شریف میں آیا ہے کہ میں ضاد کو اس کے مخرج سے ادا کرنے میں اس سے زیادہ فصیح اللسان ہوں۔ جو ضاد کو ادا کرتا ہے۔

اف) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے۔ کہ اگرچہ اس حدیث کی صحت میں بعض اپنی مقرر کردہ اصطلاح حدیث کے تحت کلام کرتے ہیں۔ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ حاصل کلام اس طرف راجع ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ میں عرب میں افصح ہوں۔ کیونکہ حرف ضاد عرب کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ دنیا کی کسی دوسری زبان میں یہ حرف نہیں۔

اس حدیث شریف اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کی تشریح سے ثابت ہوا

کہ ضاد کو ظا کے مخرج میں پڑھنا تحریفِ قرآن ہے کیونکہ جب یہ لسان عرب کا مخصوص ہے۔ ہے تو پھر ظاء سے مشابہ پڑھنا تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔ اور یہ بدعت سیئہ بھی ہے کہ اس حرف کی اصالت کو چھوڑ کر دوسرا بالمقابل مخرج پڑھنا ہے اور یہی بدعت سیئہ ہے جیسا کہ بدعتِ سیئہ کی اصطلاح کا تقاضا ہے۔

۲۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ۔

اقرأوا القرآن بلحون العرب واصواتها وایاکم ولحون اهل الکتابیین واهل الفسق رواہ الطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی شعب الایمان والسیوطی فی الجامع الصغیر۔

" قرآن پاک عرب کے لہجوں کے مطابق اور ان کی آواز (بول) پر پڑھو۔ یہود و نصاریٰ اور اہل فسق کے لحن سے بچو۔"

ان روایات سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے حروف کا لہجہ و مخرج وہی صحیح ہے جو اہل عرب ادا کریں۔ الحمد للہ آج بھی عرب جملہ خلق میں مصر سمیت یہاں تک وہابیوں کے پیشوا نجدی بھی ضاد کے مخرج میں نہیں پڑھتے۔

اجماع امت

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس یعنی خیر القرون سے آج تک جہاں اسلام کا نام و نشان ہے اور قرآن پڑھنے والوں کو سنا گیا ہے کسی نے بھی ضاد کو ظاء نہیں پڑھا۔ بلکہ جس نے ضاد کو ظاء پڑھا اسے اہل اسلام نے غلط قرار دیا۔ جیسا کہ فقیر نے تاریخی منظر کے عنوان میں تفصیل سے لکھا ہے۔ آج بھی ممالک اسلامیہ کا ہر سیاح یہی گواہی دیتا ہے۔ کہ ہر جگہ بہت بڑے قراء و حفاظ اور مشائخ و علماء ضاد کو اپنے اصلی مخرج میں پڑھتے ہیں۔ کسی ایک کو بھی یعنی ظاء کے لہجہ میں پڑھتے نہیں سنا گیا۔ چنانچہ مولانا نجم الہدیٰ مرحوم ممالک عرب کی سیاحت کے متعلق اپنی کتاب "بدر الانوار ص۴۴" میں لکھتے ہیں کہ استماع لحون و اصوات اہل عرب کا ایک مدت تجربہ ہوا ہے جس کا یہ بیان ہے کہ میں نے جدہ و مکہ معظمہ مدینہ منورہ میں وہاں کے قاریوں کو بحضور قلب سنا ہے اور دو برس تک مصر۔ قاہرہ اور شہر سویز اور شہر سکندریہ

ذوالقرنین اور شہر استنبول خاص یعنی سلطنت روم اعام اللہ القیوم میں رہ کر بہت بڑے بڑے قاریوں اور ائمہ مساجد کو بغور تمام دیکھا اور سنا ہے اور خاص بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ میں اور شہر خلیل الرحمٰن جو ارض کنعان میں ہے اور وہاں مزار مبارک ابراہیم علیہ السّلام کا ہے سب اماموں قاریوں کو ایک طرح پڑھتے ہوئے دیکھا سُنا ہے کسی کو مخرج ذال یا زے یا ظاء سے ضاد عربی ادا کرتے ہرگز ہرگز دیکھا و سُنا تو بہ تجربہ معلوم ہوا کہ ادا ہونا ضاد کا لحون واصوات عرب میں اپنی اصل پر ہے۔ یہ جو فرقہ محدثہ نائیہ ۔ وَلَا الضَّالِّين کو خالص ظاء سے پڑھتے ہیں محض غلط ہے۔ البتہ شیعہ لوگ دیار ہند میں ضاد عربی کو ظاء فارسی پڑھتے ہیں۔ جو لوگ کہ ظاء سے پڑھتے ہیں۔ اُن کے پیچھے ہرگز نماز نہیں پڑھنا چاہیے اور ہرگز درست نہیں ہے۔ ضاد عربی جیسا عرب کے لوگ ہمیشہ سے پڑھتے ہیں۔ اس کے مطابق کل علماء ئے اہلسنت کا اجماع اعلم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بواسطہ جبرئیل علیہ السّلام اسی طرح ثبوت ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تابعین رحمہم اللہ نے صحابہؓ سے اور تبع تابعین نے تابعین سے قرناً بعد قرن لب تا من لسانٍ اسی طرح مسموع ہے اور قطع نظر الفاظ قرآنی سے بول چال اور روزمرّہ میں بھی عرب کے لوگ موافق ادائے قرآنی کے متکلم ہوتے ہیں۔ اسی واسطے فقہا کہتے ہیں کہ عمداً ضاد کو ظاء پڑھنا کفر ہے اور نماز بھی فاسد ہے۔

مخالفین کے ایک مولانا کا بیان

مولانا قطب الدین نے جامع التفاسیر مطبوعہ دہلی مطبع مرتضوی صـ۱۱۱ میں تحت آیت "وما هو على الغيب بضنين" لکھا ہے کہ حرمین شریفین بلکہ اکثر ممالک عرب میں تو سب (ضاد کو) دال مفخم کیطرح پڑھتے ہیں اور دہلی وغیرہ اکثر ہند کے ممالک میں بھی پہلے اسی طرح پڑھتے تھے۔ مگر اب ان ایام میں بعض دنیا سازوں نے ظاء کے طور پڑھنے کا فتویٰ دیا۔ جو کہ سراسر غلط ہے۔ ایک مجلس بھی اسکی تحقیق کے لئے منعقد ہوئی۔ اکثر و کل قرّاء کی رائے بطور سابق کے

ضاد پڑھنے پر غالب رہی (بدالانوار ص۴۴)

(ف) یہ وہی مولانا ہیں جنہوں نے مظاہر حق لکھی ہے۔ اس پر دیوبندیوں کو اعتقاد ہے کیونکہ مولوی محمد اسحاق کے شاگرد ہیں۔ ہم نے اسی حوالہ سے بتانا ہے کہ ضاد کو ظا پڑھنے والے کون ہیں۔ اور کب سے ہمارے ملک ہندوپاکستان میں انہوں نے یہ دھندا شروع کیا ہے۔ اور پھر دیوبندیوں کو بھی معلوم ہو کہ ان کے اکابر بھی ضاد کو ظاء نہیں پڑھتے تھے۔ یہ بیماری غیر مقلدین کو لگی جو ہماری مخالفت پر دیوبندیوں کے چھوٹے چھوٹے مولویوں نے اپنائی۔ جس پر ان کا عوام کے سامنے پردہ چاک ہوا کہ یہ بھی وہابی ہیں، حنفیت کا صرف نام ہے۔ تفصیل آتی ہے۔

فقیر اُویسی غفرلہٗ

یہ ناکارہ و آلودہ جب ۱۳۹۹ھ ادائیگی حج و زیارت دربار رسالت کے لیے اور پھر ۱۴۰۳ھ کے رمضان المبارک میں عمرہ اور دربار رسالت کی زیارت اور مسجد نبوی پاک میں اعتکاف کے لیے حاضر ہوا[1] تو ممالک اسلامیہ کے قراء و حفاظ اور علماء کرام و مشائخ عظام مثلاً عرب کی جملہ ریاستیں اور مصر، شام، یمن وغیرہ اور نائیجریا و ملائشیاء وغیرہ سے تلاوت کرتے اور تراویح میں پڑھتے سنا تو کسی ایک نے بھی ضاد کو ظاء نہ پڑھا بلکہ مخالفین یعنی وہابی دیوبندی فرقہ کے مقتدر نجدی آئمہ و حفاظ اور علماء بھی ضاد کو ضاد ہی پڑھتے ظاء کا لہجہ کسی سے نہ سنا گیا۔

نتیجہ

اس تاریخی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ جو لوگ ضاد کو دال یا ظاء سے پڑھتے ہیں یا تو وہ لوگ غیر مقلد دیوبندی یا شیعہ یا خارجی یا بدعقیدہ نیچری وغیرہ ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو چھپاتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جنہوں نے شیعہ غیر مقلد نیچری وعوی سے علم پڑھا ہے۔ ان کو یہ تمیز نہیں کہ ہم ظاد سے پڑھتے ہیں یا ظا سے اور جو صفت استطالت ضاد

---

[1] پھر ماہ رجب ۱۴۰۱ھ عمرہ اور حاضری درگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حاضر ہوا۔ آئندہ بقایا زندگی میں بار بار حاضری کا متمنی ہے۔ ۱۲

سے خاص ہے۔ وہ ادا ہوتی ہے یا نہیں۔ اور یہ نہیں دیکھتے کہ ضاد کے بجائے ظاء پڑھنا اہل عجم کی ضاد سے اور عجمی شیعہ تحریف کر کے ضاد کو زاد سے یا زاء سے یا ظاء سے یا ذال سے پڑھتے ہیں۔ ہمیں اس غلط روش سے بچنا لازمی اور ضروری ہے اور قرآن کے ہر حرف کو اسی طرح پڑھیں جیسے تمام اہل عرب حافظ قاری عالم فاضل برابر ضاد پڑھتے آتے ہیں اور اب بھی پڑھتے ہیں۔ اور قیامت تک پڑھتے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

اس موضوع پر بہترین رسالہ "الجام الصاد" عن سنن الضاد تصنیف عالم حقانی فاضل ربانی اہلسنت حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب سُنی حنفی قادری بریلوی کی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ضاد کو قصداً ظاء پڑھنا حرام قطعی ہے۔ ایسے لوگوں کی نماز باطل ہے۔ دال پڑھنے میں یہ تفصیل حق ومرضی ہے۔ مشابہت سے بچنے کی یہ سبیل جلی ہے دیگر یہ کہ یہ طائفہ جدیدہ جس نے قصداً ظاء پڑھنا شہرا لیا ہے۔ اس کی نماز با جماع ائمہ متقدمین واتفاق اجلہ متاخرین قطعاً باطل وفاسد جاتی ہے کبھی ولا الضالین تک بھی نہیں پہونچنے پاتی پہلے جہاں مغضوب کے بدلے مغلوب پڑھا نماز رخصت ہوئی۔ آگے افعال بے معنی کیے جائیں۔ (عیدالانوار)

عبارات فقہاء محدثین

فقہاء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے ایک حرف کو دوسرے حرف کے بجائے قصداً بدلنا کفر ہے۔ کیونکہ اس طرح سے تحریف قرآن لازم آتی ہے اور تحریف قرآن بالاتفاق کفر ہے اور ہم قواعد تجوید میں ثابت کریں گے کہ ض۔ ظ۔ آپس میں متباین ومتغایر ہیں۔ جب یہ قاعدہ سمجھ لیا تو اب ولا الظالین پڑھنے والے گروہ کو دیکھیے تو ضاد کو عمداً ظاء پڑھتے ہیں۔ ان کی تحریف قرآنی کا یقین کوئی نہیں کرتا تو نہ کرے لیکن ضاد کو ظاء پڑھنے کا تو اسے یقین ہے کیونکہ وہ صاف صاف محسوس ہو رہا ہے۔ اب فقہاء کرام کے عبارات پڑھیے جبکہ فقہاء کرام نماز کے فساد کے ساتھ ساتھ ایسے فسادیوں کو کافر بھی لکھتے ہیں۔

(۱) محیط برہانی میں ہے۔ "سُئل الامام الفضلی عمّن یقرء الظاء المعجمة

او علی العکس فقال لا یجوز امامتہ ولو تعمد یکفر۔

(۲) منح الروض الازہر میں ہے۔ کون تعمد کفرا الاکلام فیہ۔

(۳) عالمگیری میں ض یا ظاء کی جگہ عمداً ز پڑھنے کو کفر لکھا۔

"حیث قال سئل عمن یقرء الزا مقام الضاد وقرأ اصحاب الجنۃ مقام اصحاب النار قال لا یجوز امامتہ ولو تعمد یکفر اھ فی النسخہ الہندیۃ الضاد معجمۃ وفی المصریۃ الضاد وکل محتمل والحکم لا یتبدل

اس سے ظالین پڑھنے والوں اور اُن کی نماز کے فساد کا حکم صادر فرمایا۔

(۴) قاضی عیاض قدس سرہٗ شفاء شریف میں لکھتے ہیں کہ۔

" قد اجمع المسلمون علی من نقص من القرآن حرفا قاصدا لذلک او بدلہ بحرف اٰخر مکانہ او زاد فیہ حرفا اٰخر لم یشتمل علیہ المصحف الذی وقع الاجماع علیہ و اجمع علی انہ لیس من القرآن عامدا لکل ھذا انہ کافر۔"

بے شک اہل اسلام کا اجماع ہے کہ جس نے قرآن کا کوئی حرف عمداً گھٹایا یا اس کے عوض دوسرا بڑھایا یا کوئی ایسا حرف زائد کیا جو مصحف شریف کا نہیں اور عمداً ایسے کرتا ہے تو وہ شخص بالاتفاق کافر ہے۔

(ف) "یہ لوگ ضاد کو ظا رعمداً پڑھتے ہیں۔ آزما کر دیکھیے۔ جیسے ہم نے بھی آزمایا ہے۔ یہ لوگ خود تو پڑھتے ہی ہیں۔ مگر دوسروں کو ایسے پڑھنے پر مجبور کرتے ہیں اور جو نہیں پڑھتے ان سے ان کا جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔

(۵) عالمگیری میں ہے" ما کان فی کونہ کفرا اختلاف فان قائلہ یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبۃ والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط"۔

جس مسئلے کے کفر میں اختلاف ہو اس کے قائل کو تجدید نکاح اور توبہ اور اس

فعل سے رجوع کرنے کا احتیاطاً حکم کیا جائے گا۔

(ف) عمداً ضاد کو ظا پڑھنے کے کفر میں اختلاف نہیں بلکہ یقین ہے تو اب اس کے متعلق ناظرین کیا فرمائیں گے۔

(۶) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری شرح جزری صـــ میں لکھتے ہیں۔

" قال بعض فلو ابدل ضادا بالظاء عامدا بطلت صلاته علی الاصح لفساد معن

یعنی جو شخص ضاد کے بجائے عمداً ظاء پڑھتا ہے۔ صحیح قریب ہے کہ اسکی نماز فاسد ہے۔

(۷) یہی حضرت شرح مقدمۃ الجزری میں اور ابو نعیم بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ نے فریدۃ الفواد شرح جزری میں اس بیت سے

" وَالضَّادِ بِاسْتِطَالَةٍ وَّمَخْرَجٍ مَيِّزْ مِنَ الظَّاءِ وَكُلُّهَا تَجِيْ "

کی شرح میں فرمایا کہ امام الائمہ عثمان ملقب ابو عمر الدانی نے اخیر میں مقدمہ کے یہ کتاب اول ہے اور دوسری کتاب تیسرا اور تمام قراء القرآن کے خوشہ چین ہیں۔ فرمایا تحقیق تھے کل فقہا ہمارے وہ یہ کہ ہرگز نہیں نماز پڑھتے تھے پیچھے اس شخص کے جو ضاد فصیحہ کو صاف نہیں پڑھتا تھا اور مشابہ ظا کے پڑھتا تھا۔ درحقیقت امر تو یہی ہے بالکل بدل جاتے ہیں۔ اور نماز فاسد ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ہم ضاد کو مخرج سے ادا کرتے ہیں اور سننے والوں کو مشابہ ظا یا ظاد معلوم ہو تو بیشک سب مقتدیوں کی نماز فاسد و باطل ہو جاویگی جب امام صاف پڑھے گا تو سننے والے مقتدی بھی ویسا ہی سنیں گے۔ اور خود امام ہی غلط پڑھے گا تو سننے والے مقتدیوں کی نماز بھی و باطل ہو جائیگی اور کفر لازم آئے گا۔ اس پر تمام فقہا کا اتفاق ہے۔ جیدی و جامع الاصول میں۔ تفصیل دیکھیے۔

(۸) یہی حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری اپنی مشہور کتاب شرح فقہ اکبر۔ فصل فی القرآۃ والصلوۃ میں لکھتے ہیں

" وفی المحیط سئل عن الامام الفضلی عمن یقرأ الظاء المعجمة مکان الض

المعجمة الی ان نقال لا تجوز امامتہ ولو تعمد یکفر۔

یعنے محیط میں ہے امام فضلی سے ظا۔ کو ضاد کے بجائے پڑھنے والے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ایسے شخص کی امامت صحیح نہیں بلکہ اگر عمداً پڑھتا ہے تو کافر ہے۔

(۹) جامع الفصولین میں کلمات کفریہ کی بحث میں لکھا ہے کہ۔

" یقراء الظاء الضاد ویقراء کیف شاؤ واصحاب الجنۃ مکان اصحاب النار لم تجز امامتہ ولو تعمد کفر۔ ص۳۱۶"

جو آدمی ضاد کی جگہ ظا ر پڑھے اور اصحاب الجنۃ کی جگہ اصحاب النار پڑھے۔ اس کی امامت تو بہر حال جائز نہیں (خواہ عمداً پڑھے یا سہواً) اگر عمداً پڑھتا ہے تو کافر ہو گیا۔

۱۰ / ۱۱ فتاویٰ احناف۔

" اذ قرء مکان الظاء ضادا ومکان الضاد ظاء فقال القاضی المحسن الاحسن ان یقال ان تعمد ذالک تبطل صلاتہ عالما کان او جاھلا اما لو کان مخطئا اراد الصواب فجری ھکذا علی لسانہ او لم یکن ممن یمیز بین الحرفین فظن انہ ادی الکلمۃ کما ھی فی غلط جازت بہ الصلوٰۃ۔ (عالمگیری ص۳۶ ج۱ وردالمحتار ص۳۷۳ ج۱)

جب ظا کی جگہ ضاد یا ضاد کی جگہ ظا پڑھا۔ پس قاضی محسن نے کہا: بہترین قول یہ ہے کہ اگر اس نے قصداً ایسا کیا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ خواہ عالم ہو یا جاہل۔ اگر صحیح حرف ادا کرنے کی کوشش میں غلط حرف زبان پر آگیا یا وہ دو حرفوں میں تمیز نہ کر سکتا تھا تو وہ لفظ تو اُس نے بہر حال غلط ہی پڑھا۔ لیکن نماز ہو جائے گی۔

(۱۲) خزانۃ المفتی میں ہے۔

"غیر المغضوب بالظاء والظالین بالذال او بالضاد وقال بعضھم لا تفسد هم ابو القاسم الصفار ومحمد بن سلمۃ وکثیر من المشائخ افتوا بہ لعموم البلوی فان العوام لا یعرفون مخارج الحروف وقال امام ابو المحسن والقاضی الامام

ابوالعاصم ان تعمد ذالك تفسد وان جری علی لسانه اولم یکن ممن یمیز بین الحرفین لاتفسد"۔

"غیرالمغضوب کوظا سے پڑھنا یا ظالین کوضاد سے پڑھنا۔ بعض نے کہا کہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور وہ ابوالقاسم صغار اور محمد بن سلمہ ہیں اور بہت سے مشائخ نے اس پر عموم بلوی کی وجہ سے فتویٰ دیا کیونکہ عوام مخارج حروف کو نہیں پہچانتے اور امام ابوالحسن اور قاضی امام ابوالعاصم نے کہا اس نے جان بوجھ کر ایسے پڑھا۔ تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر اس کی زبان پر قصداً جاری ہوا یا وہ ان دو حرفوں کے درمیان تمیز نہ کرسکتا تھا۔ تو نماز فاسد نہیں ہوگی"۔

فقیر اویسی غفرلہ اور حوالہ جات اور عبارات بھی لکھ سکتا ہے لیکن یہاں انہی عبارات پر اکتفا کرتا ہے۔

فائدہ اسی مسئلہ میں غیر مقلدین اور شیعہ اور دیگر مذاہب تو مخالفت کریں یا نہیں ایسا اختلاف سمجھا ہے کیونکہ یہ مسئلے ان کے اکابر کا ایجاد کردہ ہے لیکن افسوس دیوبندیوں پر ہے کہ دیدہ دانستہ محض ہم اہلسنت کے ساتھ معاندت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ضاد کو عمداً ظاء پڑھتے ہیں۔ باوجودیکہ ان کے اکابر ہماری طرح اس مسئلہ میں فساد الصلوٰۃ کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے ایک مجدد اور ایک قطب کے فتاویٰ ملاحظہ ہوں۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے فتاویٰ امدادیہ ص ۱۲۷/۱ میں لکھا۔

سوال:۔ ضاد کو کس طرح پڑھنا چاہیے اور اکثر فقہا کا قول کیا ہے اور اکثر کتب دینیات میں اس ذکر میں کیا لکھتے ہیں؟

جواب:۔ "فی الجزریۃ والضاد من حافتہ اذا لی الاضراس من الیسار اولیناها"

جب مخرج معلوم ہوگیا تو ضاد کے ادا کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اس کے مخرج سے نکالا جاوے۔ اب اس نکالنے سے بوجہ عدم مہارت خواہ کچھ ہی نکلے معفو ہے اور اگر قصداً دال یا

ظاء پڑھے وہ جائز نہیں۔ جیسا بعض نے دال پڑھنے کی عادت کر لی ہے اور بعض نے فقہاء کے کلام میں یہ دیکھ کر کہ ضاد مشابہ ظاء ہے۔ ظاء پڑھنا شروع کر دیا حالانکہ مشابہت کی حقیقت صرف مشارکت فی بعض الصفات ہے اور مشارکت فی بعض الصفات سے اتحاد ذات لازم نہیں آتا۔ رہا قاضی خان کی اس جزئی سے لو قرأ والظالین لاتفسد صلوٰۃ ظاء پڑھنے کی اجازت سمجھ لینا اس کو دوسری جزئیات قاضیخان کی رد کرتی ہیں۔

"وھی ھذا ولو قرأ والعادات ظبحًا بالظاء تفسد صلواتہ اھ وکذا لو قرأ غیر المغضوب علیھم بالظاء او بالذال تفسد صلواتہ وامثال ذالك من الفروع المتعددۃ۔ واللّٰہ اعلم۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۲؁ھ۔ تجوید ص ۱۲۵

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵/۳۱ میں ضاد کو ظاء پڑھنے کے سوال کے جواب میں لکھا کہ

جواب د۔ ظ۔ ض۔ کے حرف جداگانہ اور مخارج جداگانہ ہونے میں تو شک نہیں ہے اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ قصداً کسی حرف کو دوسرے کے مخارج سے ادا کرنا سخت بے ادبی اور بسا اوقات باعث فساد نماز ہے مگر جو لوگ معذور ہیں اور ان سے یہ لفظ اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا۔ اور وہ حتی الوسع کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان کی نماز بھی درست ہے اور دال پر ظاہر ہے کہ خود کوئی حرف نہیں ہے بلکہ ضاد ہی ہے اپنے مخرج سے پورے طور پر ادا نہیں ہوا تو جو شخص دال خالص یا ظا خالص عمداً پڑھے۔ اس کے پیچھے تو نماز نہ پڑھیں مگر جو شخص دال پُر کی آواز میں پڑھتا ہے۔ آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ فقط واللّٰہ اعلم۔

اسی صفحہ پر اسی سوال کے مطابق پھر لکھا کہ

جواب:۔ اصل حرف ضاد ہے اس کو اصلی مخرج سے ادا کرنا واجب ہے۔ اگر نہ ہو سکے تو بحالت معذوری دال پُر کی صورت سے بھی نماز ہو جاوے گی۔ فقط واللّٰہ اعلم تعالیٰ۔ بندہ رشید احمد گنگوہی۔

ایک بہت پرانا فتوےٰ

ذیل میں ہم ایک پرانا فتویٰ درج کرتے ہیں جو ایک صدی پہلے اسی مسئلہ پر علماء کرام نے جواب تحریر فرمایا۔ پڑھ کر اہل انصاف خود انصاف فرمائیں۔

(بیان میں استفتاء ضاد عربی کی نقل خلاصہ فتویٰ ضاد عربی مطبوعہ مطبع حنفی دہلی)

سوال:۔ ولا الضالین کو عربی طریقہ سے ادا کریں یا فارسی طریقہ سے ساتھ آواز ظالین کے؟

جواب:۔ مخرج اس کا نہ خالص دال ہے نہ ظا بلکہ دونوں سے جدا پڑھا جاتا ہے اور جو کوئی ضاد کو مخرج بالظاء پڑھے، نماز اس کی فاسد ہو جائیگی۔ ھکذا فی کتب الفقه ولو قرء ما اضطررتم بالظاء تفسد صلوٰته۔ یعنی جس نے ما اضطررتم کو مظطررتم پڑھا۔ نماز فاسد ہو جائے گی۔ ولو قرء غیر المغضوب بالظاء او بالذال تفسد صلوٰته۔ یعنی جس نے غیر المغضوب ظاء یا ذال سے پڑھا۔ نماز اس کی فاسد ہو جائیگی۔ اور اسی طرح ضالین عمداً والین پڑھا تو بھی نماز فاسد ہو جاویگی۔ لیکن اکثر علماء کا فتویٰ ولا الضالین مخرج بالدال پڑھے کما قال اللہ تعالیٰ انا جعلنٰه قرآناً عربیاً ولغواتی۔ حدیث نبوی۔ اقرء والقرآن بلحون العرب واصواتها الخ۔ پس نص اور حدیث سے ثابت ہوا کہ قرآن عربی ہے۔ ساتھ لہجہ اور آواز عرب کے پڑھا جاوے۔ سو تمام اہل عرب بالاتفاق ولا الضالین کو مخرج بالدال پڑھتے ہیں۔ اور اسی طرح علمائے ہند کا تیرہ سو برس سے سوائے غیر مقلدین کے اتفاق ہے اور اگر چند فقیہ خارج اتفاق ہوئے تو یہ امر قابل اعتبار نہیں۔ اس لیے کہ اطلاق قلت کا کثرت پر محال ہے۔ اور اس پر طرہ یہ ہے کہ دعویٰ غیر مقلدین بلا دلیل ہے۔ درصورتیکہ لوگ اپنے آپ کو عامل بالحدیث بتاتے ہیں اور اس کے برخلاف وقت دعویٰ اقوال فقہاء سے تمسک کرتے ہیں۔ کسی آیات و احادیث سے ولا الضالین کو ولا الظالین کا ثبوت نہیں دیتے اور یہ لوگ بہت بڑا مغالطہ عام لوگوں کو یہ دیتے ہیں کہ تم لوگ عوض، قاضی، وضو میں حرف ضاد عجمی کیوں بولتے ہو اگر حرف ضاد عربی ہے تو تم دال کیوں کہتے ہو۔ اس مہمل خیال کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام الناس ہے۔ کہ ہم لوگ عجمی ہیں

کہ اپنے محاورے کے مطابق کلام کرتے ہیں اور ولا الضالین کلام اللہ ہے۔ اس کے تبدیل سے حرمت اور فساد نماز کا سبب ہوتا ہے۔

"کما قال علیہ السلام ان ھذہ الصلوٰۃ لا یصلح فیھا شئ من کلام الناس (رواہ مسلم)

اور والیسی بارے میں جناب مولوی شیخ محمد قاسم نانوتوی مرحوم مغفور[1] نے میاں جی گھسیا صاحب کو درباب تقلید و تراویح ولا الضالین کے لکھا۔ مشفق من پڑھنا ولا الضالین کا جو ہمیشہ سے علماء و قراء و حفاظ و عالم لوگ جس طرح پڑھتے ہیں۔ اسی طرح حرمین شریفین میں بھی پڑھا یا جاتا ہے۔ پس معلوم نہیں آج کل کے عالم کس وجہ سے ایسی نامعقول باتیں کہہ دیتے ہیں۔ اور اہل اسلام کیوں ایسی باتیں تسلیم کر لیتے ہیں۔

(نوٹ) یہ فتویٰ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء مطبع مجیدی کانپور میں مجموعہ مولوی شریف کے ساتھ شائع ہوا۔ اس وقت مقلدین و غیر مقلدین آپس میں برسرِپیکار تھے۔ جس پر جانبین سے ہزاروں کتابیں شائع ہوئیں اور درجنوں مسائل میں اختلاف برپا ہوا۔ منجملہ ان کے ایک یہی ضاد کو ظا سے پڑھنا بھی تھا۔

ہدایات (۱) قرآن پڑھتے وقت ہر حرف منزل من اللہ کا قصد رکھیں۔

(۲) ہر حرف کا مخرج اور طریقۂ استعمال سیکھیں۔

(۳) بقدرِ ضرورت اس کے برتنے میں کمی بھی نہ کرے۔ تو اب جو کچھ بھی ادا ہوگا۔ بشرائط معلومہ اس کی اپنی نماز کی صحت اور اپنے امثال کے لیئے جواز امامت ہی کا فتویٰ ہوگا کہ دشواری متحقق ہوگئی۔ اور عذر واضح ہوچکا اور عُسر یُسر کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا" اور فرمایا

"یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر"

---

[1] صاحب مقالہ نے ایسے لکھا ہے اور ہم اسے مرحوم و مغفور نہیں کہتے کیونکہ اس نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ "ما جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا۔ رواہ الشیخان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔" پھر ایسی حالت میں عند الانصاف اشتراک صفات خواہ اشتباہ اصوات کسی کی تخصیص نہیں ہو سکتی۔ جو براہ عجز ہے اختیاری نہیں اور غیر اختیاری پر حکم جاری نہیں۔

تبدیل حروف میں صورتیں تین ہیں

(۱) عمد (۲) خطا (۳) عجز۔

ہمارے ملک میں دربارۂ ض صورت خطا کہ باوصف قدرت براہ لغزش غلط نکل جائے۔ نادر الوجود ہے۔ اس کا حکم اجمالی یہ کہ بحال صحت معنی نماز صحیح خلافاً لابی یوسف فیما اذا لم یکن مثلہ فی القرآن۔ ورنہ نزد مذہب سیدنا امام اعظم و محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما مطلقاً فاسد اور اگر یہ بدلا ہوا کلمہ قرآن عظیم میں کہیں نہیں تو امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی اتفاق ہو کر باجماع ائمہ متقدمین نماز باطل ہے۔ اور اقوال متاخرین کثیر و مضطرب رافق و آسان ان میں ہے اور احتیاط فی الدین کے مناسب بھی یہی ہے۔ اور عمد کا حکم وہی کہ قرآن عظیم میں مطلقاً حرام وکبیرہ شدیدۃ الفساد اور درصورت یا جب اس مبدل کو وحی منزل ٹھہرائے قطعاً حکم کفر وارتداد۔ طائفہ جدیدہ وظائیہ کی نماز بلاشبہ فاسد و باطل۔ مغضوب سے بڑھ کر ظالین تک بھی غیر واصل۔ اور یہی حکم قصداً تبدیل دال و قرأت مغدوب کو بھی شامل ہے۔ عجز کہ یہاں اکثر ابنائے روزگار اسی میں گرفتار ہیں۔ اس میں تا حد قدرت اصلاح و تصحیح و قصد صحیح حرف صحیح ضرور واجب ہے۔ ورنہ اس کے ترک سے نماز ذمہ پر دین اور بعد مراعات شرائط جو کچھ ادا ہو۔ جو آواز پیدا ہو تیسرا صحت نماز پر فتویٰ لتعسر المرعیٰ وتکثر البلویٰ ہے۔ خلاصہ یہ کہ خطا و عجز کے قطع نظر عمداً ضاد کو پڑھا جا رہا ہے اور یہ کفر اور قرآن کی تحریف ہے۔ اسی لیے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ۔ ولا الظالین پڑھنے والوں کو پرکھیں اور یقین کریں کہ یہ وہی خارجی ہیں جو اسلام میں رخنہ اندازی کے درپے ہیں۔ ان سے بچیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھ کر نمازیں ضائع کریں۔

نیز ذیل میں ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ مخرج لکھتا ہے تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

مخارجِ حروف کے بیان میں

ء ھ	ابتدائے حلق سے
ع ح	وسط حلق سے
غ خ	انتہائے حلق سے
ق	ابتدائے بیخ زبان اور اوپر کے تالو سے۔
ک	ابتدائے بیخ زبان اور اوپر کے تالو سے، قاف کے مخرج سے تھوڑا سا ہٹ کر۔
ج۔ش۔ی	زبان کے درمیان اور اوپر کے تالو کے درمیان سے۔
ض	زبان کے کنارے اور داڑھوں کے گرہ لر پاس سے یعنی سارے کنارے زبان کے لگانے سے بائیں طرف کے اوپر داڑھوں کی جڑ سے یا سیدھی طرف سے مگر بائیں طرف سے آسان ہے۔
ل	زبان کی نوک کے پاس اور اوپر کے تالو سے
ن	زبان کے سرا اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے۔
ر	زبان کے سرا اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے بعد نون کے مخرج کے۔
ط د ت	زبان کے سرا اور اوپر کے دانتوں کی جڑ سے
ظ ذ ث	زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے کنارے سے
س ص ز	زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے
ف	نیچے کے ہونٹ کے اندر اور اوپر کے دانتوں کے کنارے سے۔
ب م و	ہونٹوں کے بیچ میں سے
ا	فضائے دہن سے یعنی الف تو فقط ایک ہوا ہے کہ اندر سے نکلتی ہے۔

نوٹ:- اسکا نقشہ صفحہ تاشی کے اندرونی صفحہ پر دیکھئے

باب دوم

اب ہم علم تجوید کے قواعد و قوانین سے ثابت کریں گے کہ ضاد کو ظا را اور دال وغیرہ پڑھنا غلط ہے۔ قبل اس کے کہ یہ فقیر اس کے قواعد و قوانین معرض تحریر میں لائے، ضروری سمجھتا ہے کہ جملہ حروف کے مخارج کی تحقیق لکھے۔ سب سے پہلے یہ معلوم ہو کہ ضؔ۔ ظؔ۔ ذؔ۔ زؔ معجمات تمام حروف متباینہ متغایرہ ہیں۔ کسی کو ایک دوسرے کی جگہ پڑھنا، قصداً بدلنا قطعی حرام ہے جیساکہ تصریحات گذریں۔ چونکہ ضاد کا مخرج مشکل ہے۔ اسی لیے اسے ہم تفصیل سے لکھتے ہیں۔

مخرج ضاد زبان کی داہنی یا بائیں کروٹ ہے۔ یوں کہ اکثر پہلوئے زبان نوک کے قریب تک اسی جانب کی ان بالائی داڑھوں سے جو وسط[۱] زبان کے محاذی ہیں قریب و ملاصق ہوتا ہوا کچلیوں کی طرف دراز ہو۔ یہاں تک کہ شروع مخرج لام "ل" تک بڑھے۔ زبان کی کروٹ تو داڑھوں سے متصل ہوئی۔ باقی زبان اٹھتی ہوئی تالو سے نزدیکی پائے دانتوں یا زبان کی نوک کا اس میں کچھ حصہ نہیں۔ وہ ان قوی حرفوں میں ہے جو ادا ہوتے وقت اپنے مخرج پر اعتماد شدید مانگتے ہیں۔ جس قدر سانس ان کی آواز میں سینے سے باہر آتا ہے۔ سب کو اپنی کیفیت میں رنگ لیتے ہیں۔ کوئی پارہ سانس کا ان کے ساتھ ان کی آواز

---

[۱] التحقیق ان المراد بھا الاضراس العلیا احد الجانبین مبتدئاً مما حاذی اوسط اللسان بقرینۃ ذکرہ بعدہ منتھیا الی اول مخرج اللام واللہ اعلم بالمرام اھ المنح الفکریہ للقاری (حاشیہ الہام ۱۲)

سے جدا چلتا معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک ان کی آواز ختم نہ ہو لے۔ سانس بند رہے گا۔ ایسے حرفوں کو مجہورہ کہتے ہیں اور ان کے خلاف کو مہموسہ جن کا جامع فحثہ شخص سکت یا ستشحثک خصفہ۔ مثلاً ثائے مثلثہ کو مکرر متحرک کر کے بولیے ثَثَثَ تو آواز (ثا) کے ساتھ ایک حصّہ جُدا معلوم ہوگا۔ جو صوت ث سے کیف نہیں۔ نفس بند نہ ہوا۔ بخلاف مجہورہ کہ جس قدر دم ہنگام تلفظ ان کے ساتھ ہے۔ سب انہیں کی آواز سے بھر جاتا ہے اور جب تک وہ ختم نہ ہو۔ اسی میں محصور و محبوس رہتا ہے۔ جیسے زَزَزَ تلِطِطِ۔ یوں ہی ضُضُضُ۔ یہ امر قوتِ اعتماد کو لازم ہے کہ دہن یا حلق کے کسی حصّے پر اعتماد قوی ہے آواز بھی حابسِ دم ہے۔ یا ایں ہمہ یہ ان نرم حرفوں میں ہے۔ جو آواز کو بڑھنے، جاری رہنے سے نہیں روکتے۔ انہیں ساکن کر کے بولیے۔ تو آواز بند نہ ہو جائے گی۔ یعنے ان کی صوت بظاہر آتی نہیں۔ کہ ادا ہوتے ہی معاً منقطع ہوگئی۔ بلکہ قابلِ تدریج بڑھنے کی گنجائش رکھتی ہے۔ ایسے حرف کو رخوہ کہتے ہیں۔ بخلاف ان کی طرف مقابل شدیدہ کہ جن کا مجموعہ لجد قط بکت یا اجدك قطبت ہے۔ مثلاً اَجْ یا اِدْ یا اُقْ کہیے تو آواز فوراً بالکلیہ گرفتہ ہو جائے گی۔ کہ حرف کی آواز پیدا ہوتے ہی معاً ایسی ختم و منقطع ہوگئی۔ جس کی بُو بھی باقی نہ رہی۔ اور حروف متوسطہ میں جن کا مجموعہ لن عمر یا علی قول بزیادت حروف علت لم یروعنا ہے۔ ایک حالت میانہ ہے کہ آواز کی وہ شان تو نہیں رہتی۔ جو وقت حدوث تلفّظ ہے۔ مگر انقطاع کُلی بھی نہیں ہوتا۔ ان کے اور انفراد ہیں۔ مثلاً اَذ۔ اِس۔ اُلْ کو بڑھانے پر بھی آواز کی وہی شان رہتی ہے۔ ضی انہیں میں ہے۔ بحمد اللہ اس بیان سے ضی کی اپنی حالت بھی منکشف ہوگئی۔ اور یہ کھل گیا کہ جب یہ کیفیتِ رخاوت پائی جائے۔ ہرگز د۔ یا ہم صوت د ادا ہونا نہیں کہہ سکتے۔ کہ د شدیدہ کی خاص قلب وجبان

شدت ہے۔ اس طور پر نکلنا محال ہے۔ سامعہ کو بوئے د آنا اور بات ہے اور

مشابہت د سے کیونکر بچیں

حرف کا آواز دال پر ادا ہونا اور۔ ادا کرنے والے مشابہت د سے تو اس تقریر اخیری کا خیال کر کے بچ سکتے ہیں۔ جب دیکھیں کہ ادا میں رخاوت آواز میں بڑھنے کی قابلیت ہے۔ یقین جانیں۔ کہ د سے بچ گئے۔ اگرچہ فرق ظائیہ دَ دَ بکھارا کریں۔ اور اگر اوّل تا آخر جو کچھ ہم نے مخرج وصفات میں بیان کیا۔ ٹھیک طور پر سب کی مراعات ہو جائے تو بعونہٖ تعالیٰ صحت ادا میں شُبہ ہی نہیں۔ جب اس جگہ سے اس طور پر حرف نکلے گا۔ وہ یقیناً ض ہی ہوگا۔ نہ غیر۔

کیا غلطیاں ہوتی ہیں کہ ض صحیح ادا نہیں ہوتا

فرق جو پڑتا ہے اس کا منشا انہیں میں سے کسی بات کا رہ جانا ہو جاتا ہے۔ مثلاً (۱) زبان اگلے دانتوں کو لگی۔ یا (۲) زبان کی نوک سے کام لیا۔ کہ وہ آغاز مخرج ل کی طرف جھکی۔ یا پہلوئے زبان کا وسط داڑھوں کی جانب خلاف کو چلا۔ حالانکہ ان کی طرف میل درکار تھا۔ (۴) یا زبان تالو کی طرف نہ اٹھائی۔ (۵) یا اٹھانا چاہی مگر حرف کی دشواری یا غرابت آڑے آئی کہ زبان دب گئی کما ینبغی اطباق نہ ہوا۔ جس طرح لڑائی میں ناتجربہ کار کا ہاتھ با وصف قصد جھجک کر اوچھا پڑتا ہے (۶) یا اعتماد میں ضُعف رہا کہ نفس پورا محصور نہ ہوا۔ (۷) یا شان شدّت پیدا ہوئی جس نے آواز تدریجی سے آنی کردی (۸) یا ان سب سے محفوظ رہا مگر مخرج لام تک استطالہ نہ ہوا یہ سب باتیں سیکھیے۔ ملحوظ رکھیے۔ ورزش کیجیے۔ قابو میں لائیے۔ پھر ض صحیح ادا نہ ہونا کیا معنی۔ لذا اقل سیدنا مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ فی رسالۃ الجام الضاد": تحقیق انیق پڑھنے کے بعد کسی ایک حرف کو بھی ضاد سے تعلق نہیں نہ ضاد کو دال کو اور نہ زار کو نہ ذال کو دغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ ہر ایک کا مخرج اپنا اپنا ہے۔ اور ہر حرف ضاد سے اپنا جدا مخرج رکھتا ہے۔

ے مجتہد ہا یہ

ناظرین غور فرمائیں کہ قواعد علم التجوید اور اس کے نقشہ سے ظاہر ہے کہ ضاد دانتوں سے نہیں بلکہ آخری داڑھ سے نکلتی ہے اور ظاء کا مخرج دانت دانتوں کا کنارہ اور زبان کی نوک ہے۔ فرقیست از کجا تا کجا۔ ہاں مشتبہ الصوت سے بعض کو غلط فہمی ہوتی ہے۔ اس کے جوابات ہم نے پہلے لکھ دیئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ضاد اور ظاء تو بالکل قریب المخرج نہیں ہیں، ہاں ضاد کی آواز دال مفخم کے تلفظ اور اسکی آواز سے اقرب اور ملتی جلتی ہے جیسا کہ تمام اہل زبان جن پر عربی زبان اور قرائت کا دارو مدار ہے یعنی مکی، مدنی، مصری وغیرہ اور عجم کے سب قاری پڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عجم کے تمام امی ان پڑھ معمولی آدمی دال کی طرح پڑھتے ہیں اور ہمیشہ سے پڑھتے آئے ہیں۔ اس پر اجماع ہے کہ ظاء سے متعلق نماز نہیں ہوتی۔ جو لوگ چند صفات کے تشارک سے جو درمیان ضاد و ظاء کے ہے۔ ضاد کو ظاء کی آواز سے پڑھتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی ایسا ہی پڑھنے کی تعلیم کرتے ہیں۔ اور اسی کو صحیح سمجھتے ہیں۔ یہ سراسر غلطی پر ہیں۔ کیونکہ بعض صفات و مخرج دونوں کے اشتراک سے حروف مشترک الصفات والمخارج کا ہم صورت خواہ غیر التمیز ہونا لازمی و ضروری ہے۔ بلکہ علاوہ اسماء کے ہر ایک حروف کا مسمٰی بھی بوجہ اختلاف مخرج خواہ بوجہ اختلاف کسی ایک صفت کے ایک دوسرے کے صوتاً جدا و ممیز ہے۔ دیکھئے دال و تاء میں بجز ایک اطباق کے کہ یہ صفت تاء کی زائد ہے اور کوئی فرق نہیں۔ اگر یہ اطباق نہ ہوتا تو دال ہو جاتی۔ چنانچہ شرح جزریہ میں ہے۔ قال الرمانی وغیرہ لولا الاطباق لصارت الطاء دالا لانہ لیس بینہما فرق الا الاطباق باین ہمہ دونوں کی صوت و تلفظ میں کس قدر فرق ولعبد دونوں حرفوں میں تمیز کتنی آسان و ظاہر ہے۔ ایسا ہی اکثر حرفوں کا حال ہے اور ضاد و ظاء میں تو سرے ہی سے مخرج ہی کا اصل فرق موجود ہے۔ اور مزید برآں صفت استطالہ کا بھی جسکی وجہ سے وہ ظاء سے بالکل جدا و ممیز ہے۔ اور اشتراک مذکور اسکی فرق و جدائی کا مانع نہیں لہذا وہ فرق

جُدائی دال مفخم کی طرح پڑھنے میں حاصل ہوتی ہے۔ جیساکہ قرأ عرب کے پڑھنے اور ادا کرنے کا معمول ہے اور نیز ضاد اور ظار بوجہ اختلاف مخارج مثل "ک" اور "ت" کے ہیں۔ نہ مثل "س" اور "ص" کے۔ پس جس طرح ت و ک کے درمیان فرق تمیز حاصل ہے۔ اُسی طرح ض اور ظ میں بھی حاصل ہے اور تمام کتابوں میں ضاد کو ظار سے جُدا الگ کرکے پڑھنے کا حکم ہے اور فرق حاصل نہیں ہوتا مگر دال مفخم کی طرح پڑھنے میں کیونکہ اگر ظار کی طرح پڑھا تو پھر دونوں میں فرق ہی کیا ہوا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب دو حروف کا عینیت ممتنع الد محال ہے۔ تو پھر ض عین ظ کیونکر ہوسکتا ہے۔ لہذا جو لوگ ضاد کو قصداً عین ظ یا مشابہ ظ کے پڑھتے ہیں۔ وہ از روئے تجوید کے محض غلط پڑھتے ہیں۔ کیونکہ ضاد اور ظار کا علیحدہ علیحدہ مخرج ہے چنانچہ مُلاحظہ ہو۔

ضاد وظار کے مخرج کا فرق

ضاد اور ظار کے اصل مخرج میں بھی فرق ہے جیساکہ ہم نے پہلے عرض کردیا ہے اور پھر صفت استطالہ سے تو ضاد ظار بالکل جُدا ہے۔ اسی لئے قرآء نے کہا ہے کہ ضاد اور ظار کے مخارج میں وہی فرق ہے جو کاف اور قاف میں ہے اسے س۔ ص کی طرح قریب المخرج سمجھنا جہالت و حماقت ہے کیونکہ تجوید کی تمام کتابوں میں ضاد ظار کے الگ الگ مخرج میں پڑھنے کا حکم ہے چنانچہ جہد المقل میں لکھا ہے فصرح باستطالة الضاد ليظهر الفرق عن الظاء

قال ابن الجزري والضاد باستطالة ومخرج ميز عن الظاء۔

تصریح کی گئی ہے کہ ضاد مستطیل ہوتا ظار اور ضاد میں فرق ہو اور ابن الجزری نے فرمایا کہ ضاد با صفت استطالہ کے وہ ظار سے اپنا علیحدہ مخرج رکھتی ہے۔

(۲) شافیہ میں ہے۔ الضاد كالسين والظاء كالثاء والفاء كالباء والضاد الضعيفة والكاف كالجيم مستهجنة۔ اور شرح نظامی علی الشافیہ میں ضاد ضعیف کی تعریف میں لکھا ہے۔ التي مخرجها بين الضاد والظاء اور مستہجنہ کی تعریف

یعنی قلعا ہے۔ ای قبیحۃ لا توجد فی کلام الفصحاء ۔

جب ثابت ہوا کہ ضاد اور ظا ء کے مخارج جدا جدا ہیں تو ضرور ہوا کہ دونوں کی آواز بھی جدا گانہ بین الفرق نکلے ہرگز دونوں کی آواز ایک قسم کی نہ نکلے ۔ اور نہ دونوں ایک جنس کے قریب المخرج ہیں۔ کہ پڑھنے میں ایک دوسرے سے مل جاویں اور صفتوں میں مشترک ہونے سے یہ نہیں لازم آتا کہ دونوں کی آواز بھی ایک قسم کی نکلے اور فرق مشکل ہو۔ ایسا خام خیال کرنا انہیں حضرات کا کام ہے جو علم تجوید سے کورے اور بے بہرہ ہیں اس لئے کہ مخرج کے بدلنے سے ذات اور ماہیت حرف کی بدل جاویگی ۔ اور منشا ء مخرج یعنی اختلاف الصوت بین الفرق کا ضرور واجب ہے ۔

ازالۂ وہم بعض صفات کے اشتراک سے ذات اور ماہیت حرف کی مشتبہ نہیں ہوسکتی کیونکہ تشبیہ کے وقت کہہ سکتے ہیں زَیْدٌ کَالْاَسَدِ ۔ اس کے کیا یہ معنی ہونگے کہ زید کی ماہیت اور ذات شیر کے ایسی ہیں یا مشتبہ الصورۃ ہوگیا کہ فرق دونوں میں مشکل ہے ۔ کیا زید انسانیت سے خارج ہوگیا یا اس میں پہلی حیوانیت بوجہ شجاعت کے آگئی ۔ ہرگز نہیں ۔

مشتبہ الصوت کے وہم کا جواب حرف خ میں پانچ صفتیں ہیں۔ مھموسہ ۔ رخوہ ۔ مستفلہ ۔ منفتحہ ۔ مصمتہ ۔ اور حرف د میں بھی پانچ صفتیں مجہورہ ۔ رخوہ ۔ مستفلہ ۔ منفتحہ ۔ مصمتہ

(ف) دیکھیئے چار صفت میں دونوں مشترک ہیں۔ تو کیا ان دونوں کی ایک ہی قسم کی آواز نکلے گی ۔ اور کیا یہ دونوں مشتبہ الصوت کہی جائیں گی ۔ ہرگز نہیں بلکہ ایک صفت جو حد فاصل ہے یعنی خ میں مھموسہ ذ میں مجہورہ اوس نے فرق دونوں حرفوں کا پیدا کردیا اسی طرح حرف سین اور حرف شین میں پانچ صفتیں ہیں ۔ مھموسہ ۔ رخوہ ۔ مستفلہ ۔ منفتحہ ۔ مصمتہ ۔ کیا دونوں کی ایک ہی صورت اور آواز ہوگی ہرگز نہیں ۔ بلکہ یہاں

مخرج نے فرق پیدا کر دیا۔ کہ اوّل کا مخرج زبان کا کنارہ اور اوپر کا دندان ہے
اور ثانی کا مخرج زبان کا وسط اور اوپر کا تالو اور اوّل حرف صفیر ہے دوم حرف
تفشی ہے اسی طرح حرف خ میں جو پانچ صفتیں ہیں بعینہٖ وہی پانچ صفتیں یعنی جہر،
رخوۃ، مستفلہ حرف ہ میں ہے اب آواز خ و ہ کی صفات میں شریک ہونے کے
سبب سے کیا۔ ایک قسم کی نکلے گی۔ کیا یہ دونوں خاؔ و ھاؔ مشتبہہ الصوت کسی کے
کہنے سے مان لئے جاویں گے ۔اب ان دونوں حرفوں میں کوئی صورت فارقہ ایسی نہیں
ہے کہ جس کے سبب سے کہا جا ۔ئے کہ دونوں کی دو آوازیں پیدا ہوں گی ۔بجز اسی
کے کہ مخرج دونوں کے دو ہیں۔ اور مخرج ہی نے بتلادیا کہ دونوں کی دو طرح کی آوازیں
ہونگی۔ اوّل کا مخرج ادنیٰ حلق ہے مثل غین کے یعنی حلق کے تمام منہ کی طرف۔ اور
ادنیٰ مقابل میں اقصیٰ ہے۔ اور دوسرے کا مخرج اقصیٰ حلق ہے مثل ہمزہ کے یعنی
حلق کی تمامی سینے کی طرف پس صفات کے اشتراک سے مخرج ایک نہ ہوگا اور نہ دونوں
مخرج کے حرف کی ایک سی آواز نکلے گی۔ ض ضعیفہ کا پڑھنا تمام ضاد عربیہ میں بہت
بُرا ہے۔ جیسا کہ بعض ہمارے دور کے معترضین[1] ضاد عربیہ کو قرآن میں ضاد ضعیفہ کر کے
پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ شافیہ میں ہے۔ والضاد الضعیفة مستهجنة۔ تجوید
کی معتبر کتابوں اور صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہوچکا کہ عرب کے طرز اور انکے
مخارج اور صفات کے ساتھ عربی عبارت میں پڑھنا لازم اور عربی لہجہ میں عربوں
کی طرح باترتیل پڑھنا تو منصوص شرعی ہے اور عبارت حدیث شریف کی چونکہ
عربی ہے۔ اس لئے اسکو بھی عرب لوگ مثل قرآن پاک کے برعایت مخارج حروف
و صفات پڑھتے ہیں۔ اوسمیں ضاد کو ظاد نہیں پڑھتے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس
فرقہ[2] ظائیہ کے دھوکے و فریب میں نہ آئیں بلکہ ہر شخص کو کوشش کرنا چاہیے کہ خوب
مستعدی کے ساتھ کسی قاری یا صحیح پڑھنے والوں سے اپنے لڑکوں کو صحیح قرآن

[1] یعنی فرقہ وہابی ۱۲ [2] ایضاً

شریف پڑھانیکی پوری کوشش کریں۔ اور خود بھی بقدر ضرورت پڑھ لیں۔ تاکہ دشمنانِ اسلام کو قرآن پاک میں تعرف کرنے کا موقع باقی نہ رہے۔ اور جو شخص ضاد ادا نہ کرسکتا ہو تو اوسکو کوشش کرکے سیکھنا چاہیے۔ اور جب تک سیکھ نہ لے اوسکو امامت نکرنا چاہیے کیونکہ وہ شرعاً معذور نہیں۔ ایسا ہی کتب فقہ اور خاص کر عالمگیری میں لکھا ہے اور اسی وجہ سے جو شخص ضاد کو ادا نہ کرسکتا ہو یا ظاء سے بدل کر پڑھتا ہو تو اس کے پیچھے اقتدا کرنے کو علماء منع کرتے ہیں۔ یہ نماز کا معاملہ ہے۔ اس میں غفلت اور کسی کی مروت نہ کرنا چاہیے بلکہ بکمال احتیاط ایسے لوگوں کے پیچھے اقتدا نہ کریں جن لوگوں کی نماز کے جواز یا عدم جواز میں فقہا کا اختلاف ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو سہواً ایک حرف کی جگہ دوسرا پڑھ جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ تو قصداً ضاد کی جگہ ظ پڑھ جاتے ہیں۔ دوسروں کو بھی تعلیم و تاکید کرتے ہیں اور ہر طرح خود امامت کے واسطے سبقت کرتے ہیں۔ جیساکہ وہ حنفی کی اقتدا کرنے سے اعراض کرتے ہیں اس سے زیادہ سنیوں حنفیوں کو اون سے اعراض کرکے الگ و دور رہنا چاہیے۔ تاکہ ان بدعقیدوں ضادیوں کی گندی ہوا مثل طاعون، ہیضہ۔ کھجلی۔ چیچک کے نہ لگنے پاوے۔ اَلصُّحْبَۃُ مُؤَثِّرَۃٌ ؎

بے بصیرت ما نہ باشد در حق و باطل تمیز ٭ کورِ یک داند عصائے سحر و اعجاز کلیم۔

الغرض جو لوگ اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں اور تحریف کرکے قرآن شریف میں گھٹاتے بڑھاتے ہیں اور نماز کو ضائع کرکے آپ بھی مستحق عذاب ہوتے اور دوسروں کی بھی نماز کا امام بن کر ظاد پڑھ کر برباد کرتے ہیں۔ اور ظاد پڑھنے میں طرح طرح کی چالبازیاں کرتے ہیں۔ کبھی حنفی بنتے کبھی شافعی۔ جاننا چاہیے کہ جو شخص حنفی مذہب کو چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کرے۔ اس کو شریعت میں تشدد سے مارنے کا حکم ہے اسی طرح جو شخص ضاد عربیہ قرآن شریف میں پڑھنا چھوڑ کر نماز میں زاد فارسی یا ظاء معجم یا مائل بظاء یا ضاد ظاء کے درمیان مستہجنہ یا ضاد ضعیفہ جو کلام الناس ہے قصداً پڑھے پڑھاوے یا قرآن کو

سرود کی طرح بنا دے قرآن سب صورتوں میں بہ سبب تحریف و تبدیل کلام الٰہی کے اس پر تلاوت کرنے والے کا حکم دیا جائیگا کیونکہ کلام اللہ کو تحریف و تبدیل کر کے کلام الناس بنانا اللہ کا قہر و سراسر کفر ہے۔ اور ایسے پڑھنے والوں کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اور جو مقتدی جانتے ہیں کہ امام ضاد عربی کے بدلے نماز میں ضاد فارسی یا ظاء معجمہ سے پڑھتا ہے اور اس کی قصداً غلط خوانی سے مثل گونگے شیطان کے خاموش رہتے ہیں اور اپنی نمازوں کو نہیں دہراتے بلکہ اس امام کے پیچھے قصداً تائیداً پڑھتے اور اپنی نمازوں کو برباد کرتے ہیں۔ تو ایسے مقتدیوں کا بھی نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ چاہیے کہ قصداً اس غلط خوانی سے خود بھی باز آدیں اور ایسے امام ناکام کو الگ کر دیں۔ اور اپنا اپنا نکاح دہرائیں اور اگر ایسا نہ کریں گے تو اس کا وبال تمام مقتدیوں کی گردن پر ہوا کرے گا۔ جب امام قصداً صریحاً غلط پڑھتا ہے اور سب مقتدی جان بوجھ کر حق کہنے میں پس و پیش کرتے ہیں تو ان کے واسطے حدیث میں یہ تاکید آئی ہے۔

من سکت عن الحق فھو شیطان اخرس۔ یعنی جو شخص اظہارِ حق سے چپ ہوا اور خاموش ہوا پس وہ حق پوش بڑا گونگا شیطان ہے۔

مسلمانوں کو لازم ہے کہ حتی الامکان راست گوئی و حق کلامی سے باز نہ رہیں کیونکہ حق پوشی سے اللہ کا قہر ہوتا ہے جیسا کہ بھوت پلید شیطان شیر ہنڈا بھیڑیے سے پناہ مانگتے ہیں اس سے بڑھ کر منافقین غیر عقیدہ لوگوں کی صحبتِ نحوست اثر سے پناہ مانگنا چاہیے ؎

ترا اژدہا گر بود یار غار ــــ ازاں بہ منافق بود غمگسار

ترجمہ: اگر اژدہا تیرا یار غار ہو تیرے منافق دوست سے بہتر ہے

مثنوی شریف حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

دور شو از اختلاط یار بد یار بد بدتر بود از مار بد۔

۲- مار بد تنها ہمی بر جان زند — یارِ بد بر جان و بر ایمان زند

۳- صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالح ترا طالح کند

۴- یار بد چوں رست در تو مہر او — ہاں از و بگریز و کم کن گفتگو

۵- بر کن از بیخش کہ گر بر سر زند — مر ترا و مسجدت را بر کند

۶- گرگ اگر با تو نماید روبہی — ہاں مکن باور کہ ناید زو بہی

۷- می بلرزد عرش از مدح شقی — بدگمان گردد ز مدحش متقی

۸- ہم کہ با ما راستان ہمسنگ شد — در کمین او فتاد و عقلش تنگ شد

۹ بر سرِ اغیار چوں شمشیر باش — ہاں مکن روباہ بازی شیر باش

۱۰- تا ز غیرت از تو یاران نگسلند — زانکہ آں خاران عدو آں گل اند

۱۱- آتش اندر زن بگرگان چوں سپند — زانکہ این گرگان عدو گوسفند

۱۲- آن منافق با موافق در نماز — از پئے استیزہ آید در نماز

۱۳- گر نہ این نام اشتقاق دوزخ است — پس چرا مذمے مذاق دوزخ است

۱۴ رواشداء علی الکفار باش — خاک بر دلداری اغیار باش

ترجمہ:- ۱- بُرے دوست کی صحبت سے دور رہو کیونکہ بُرا دوست زہریلے سانپ سے بُرا ہے

۲- سانپ تو صرف جان کا دشمن ہے۔ بُرا دوست جان و ایمان کا دشمن ہے۔

۳- نیک کی صحبت نیک اور بُرے کی صحبت بُرا کرتی ہے۔

۴- بُرے دوست سے جب دوری مل جائے تو اس سے بھاگ اور اسکے ساتھ گفتگو چھوڑ دے۔

۵- بُرے کی جڑ اکھیڑ دے ورنہ تجھے اور تیری مسجد کو توڑ دے گا۔

۶- بھیڑیا تیرے ساتھ جتنا نرمی کرے اس پر اعتماد مت کر کیونکہ اس سے بھلائی مشکل ہے۔

۷- بُرے کی تعریف سے عرش کانپتا ہے۔ متقی بھی تیرے سے بدگمان ہو جائیگا۔

۸- جو بُرے کی سنگت میں آتا ہے وہ ہر طرح سے مار کھاتا ہے۔

۹۔ اغیار کے سر پر تلوار بن جا۔ ان کے ساتھ نرمی نہ کر بلکہ بھیڑیا بن جا۔

۱۰۔ تاکہ تجھ سے دور نہ ہو جائیں کیونکہ کانٹے گل کے دشمن ہیں۔

۱۱۔ بھیڑیوں کو جلا دے کیونکہ بھیڑیے بکریوں کے دشمن ہیں۔

۱۲۔ منافق نمازیں موافق ہوتا ہے لیکن اس کے ارادے بد ہوتے ہیں۔

۱۳ اس کا نام دوزخ سے مشتق ہے اگر ویسا نہ ہوتا تو اس میں دوزخ کا مذاق نہ ہوتا۔

۱۴۔ اشداء علی الکفار ہو جا۔ اغیار کے سر پر مٹی پھینک۔

(خاتمہ)

سوال ۱۔ ضاد وظا رکو مشابہت ہے اور مشابہت سے مراد اشتراک فی الصفات ہے۔ اگر اسی اشتراک پر ضاد کو ظا پڑھا جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب ۱۔ اگر مخالف کی بات تسلیم کر لی جائے کہ مشابہت سے مراد اشتراک فی الصفات ہے تو بھی مخالف کو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ مخالف کا دعویٰ یہ ہے کہ ضاد کو صوت ظا ر کے مشابہ پڑھا جائے اُسے فائدہ اس لئے نہیں کہ امام سیبویہ نے لکھا ہے۔ "لولا الاطباق فی الظاء لکان ذالا۔ (کذا فی رضی شرح شافیہ) اور یہی مضمون فن کی دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے۔ ثابت ہوا کہ ذال اور ظار اطباق کے بغیر ایک ہی چیز ہیں۔

سوال ۲۔ ظار کی ظائیت اور ذال کی ذالیت ذاتی ہے یا صفاتی یعنی مخرج سے حاصل ہوتی ہے یا صفات سے۔

جواب ۲۔ شق ثانی باطل ہے۔ کیونکہ ذال کے تمام صفات عین میں موجود ہیں۔ اس کے باوجود عین میں صوت ذالیت بالکل نہیں پائی جاتی۔ اس سے واضح ہوا کہ ظائیت اور ذالیت کا صوت ذاتی ہے۔ صفاتی نہیں۔ اسی لیے باتفاق قرآر اور اہل لغت کے نزدیک ضاد کو باشراب صوت ظار کے پڑھنا ممنوع ہے۔ امام القرآر محدث شافعی جزری قدس سرہٗ اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ ۔ والضاد باستطالۃ ومخرج ومیّز من

الظاء وكلها بخیؒ اور قواعد القرآن فی علم القرآۃ میں لکھتے ہیں کہ ضاد را نیک رعایت کنند تا مشابہ ظاء یا ذال و زاء نشود۔ یعنی ضاد کی اچھی طرح رعایت کریں تاکہ ظاء یا ذال یا زاء کے مشابہ نہ ہو جائے۔

اور رضی نے شافیہ شرح میں لکھا ہے کہ۔

قال السیرافی لیس فی لغتھم ضاد اذا احتاجوا الی التکلم بھا فی العربیۃ فربما اخرجوھا ظاء وربما تکلفوا فخرجت بین الضاد والظاء۔

یعنی سیرافی نے فرمایا کہ ضاد ضعیفہ ایسی قوم کی لغت ہے جس میں ضاد ہے ہی نہیں۔ عربی میں انہیں اس کے بولنے کی ضرورت ہوتی ہے تو کبھی اسے ظاء پڑھتے ہیں اور کبھی تکلف سے ضاد اور ظاء کے درمیان پڑھتے ہیں۔ اور امام جاربردی شافیہ کی عبارت مخرج المتفرع ما تقدمت کی شرح میں لکھتے ہیں۔

ھی الحروف الاصول وانما جعلناھا اصولا لاختلاصھا علیٰ سا بوجہ مخارجہا ویلحقہا حروف اخریٰ متفرعۃ وانما کانت ھی متفرعۃ لانھا تلک ان من عن معتمدھن فتغیرت حروفھن "۔

اور شیخ محمد بن طاہر کفایہ شرح شافیہ میں لکھتے ہیں۔ مخرج الحرف المتفرع واضح لانہا تحدث عن اشراب لبعض صوت غیرہٗ یعنی حرف متفرع کا مخرج واضح ہے کیونکہ وہ ایک حرف کو اس کے غیر سے بعض صوت کو ملا دینے سے پیدا ہوتا ہے۔

جار اللہ زمخشری نے مفصل میں لکھا ہے کہ

" الضاد الضعیفۃ ھی التی تقرب الدال والظاء "

یعنی ضاد ضعیفہ وہ ہے جو ذال یا ظاء کے قریب ہے

سوال:۔ بہت حروف ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جاتے ہیں مثلاً ق ک اور ذال۔ ظاء اور ص سین وغیرہ وغیرہ ان میں تم کبھی نہیں جھگڑتے اور ضاد ظاء پر تکفیر تک نوبت پہنچ گئی۔

جواب:۔ بار ہا عرض کیا ہے کہ مخالفین عمداً ضاد کو ظا پڑھتے ہیں اور دوسرے حروف میں مخرج کی ادائیگی میں غلطی ہے۔ لیکن سمجھتے تو حرف کے وہی مخرج ہیں۔ جو اصل میں اور ضاد ادا نہ ہو سکنے میں مخالفین کے علماء اور ہمارے جہلاء دونوں برابر ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ ہمارے عوام نے معاذ اللہ تبدیلِ کلام و تحریفِ حرف منزل من اللہ کا قصد نہ کیا۔ اور وہ یہی چاہتے ہیں کہ جو حرف اللہ عزّ وجل نے اُتارا ہے۔ وہی پڑھیں۔ اُسی کا ارادہ کرتے۔ اُسی کی نیت رکھتے اور اپنے زعم میں یہی سمجھتے ہیں کہ یہ حرف جہاں تک ہم سے ادا ہو سکتا ہے۔ اُسی کی یہی آواز ہے۔ مگر علمائے وہابیہ کو کہاں تاب کہ عجز و جہل کے طعنے سہیں۔ دقتوں۔ دشواریوں کی کشاکش میں رہیں۔

مذہبِ غیر مقلدین کی بنا ہی آرام پروری ہے

وہاں تو مذہب کی بنا ہی آرام پروری ہے۔ تراویح کی آٹھ۔ وتر کی ایک رکعت میں قسمت سے انہیں اوروں کے قول مل گئے۔ ورنہ مقصد وہی آرام نفس ہے۔ (۱) جاڑا لگتا ہے۔ تیمم کر لو۔ (۲) شہر سے باہر ہوا کھانے نکلو۔ نماز قصر پڑھو۔ (۳) اموالِ تجارت پر زکوٰۃ نہ دو۔ (۴) دن نکلے ہی نماز جمعہ پڑھ لو جلتی دوپہر کی آفت کیوں سہو۔ (۵) سال۔ دو سال تین سال شوہر کی خبر نہ آئے۔ عورت کا نکاح کر دو۔ (۶) تین طلاقیں معاذ اللہ سب بے حلالہ حلال سمجھو۔ (۷) چھ چیزوں کے سوا سب میں سود کھانا روا۔ (۸) آدمی اور کتے کا غلیظ وغیرہ چھ چیزیں ناپاک۔ باقی خون۔ پیپ۔ مردار شراب سب طاہر و بیباک۔ غیر مقلد مونچھوں پر شراب۔ داڑھی پر کتے کا پیشاب۔ ماتھے پر پیپ۔ گالوں پر مرغی کی بیٹ ملکر نماز پڑھے۔ قبولِ سرکار ہے۔ ادب دربار ہے کہ ہر طرف طہارتوں ہی کا انبار ہے۔ (دیکھو۔ غیر مقلدوں کی کتابیں۔ فتح المغیث و طریقۂ محمدیہ)

۹۔ رفعِ ضرورت کو زنا سے نجود اپنی بیٹی (۱۰) رضاعی بھتیجی (۱۱) سوتیلی خالہ سب حلال

۱۲۔ بلکہ سگی پھوپھی کیلئے بھی یہی خیال۔ (۱۳) پھر پھوپھی بھتیجی کو جمع کر لینا کیا محال (۱۴) اِنتہائے آرام طلبی یہ کہ وضو میں سر سے عمامہ اٹھانا دشوار۔ اوپر ہی سے مسح کر لو۔ مولٰے

سبحٰنہٗ وتعالٰے وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ۔ فرمایا کرے تو تم بھاشکم سے پگڑی بدلو۔ وہ تو مشکل یہ ہے کہ ہاتھوں کے لئے غسل کا حکم آیا ہے اور اُن کے دھونے سے آستینیں دھونا دشوار تھا۔ کہ پہنچے بھی بھیگے اور کپڑا بھی تر ورنہ انہیں اَیْدِیَکُمْ کی جگہ آستینکم بنا لینا بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ (۱۵) یہاں ایک غیر مقلد صاحب کہا کرتے۔ صاحبو! تہجد میں تم نے آپ دشواریاں لگا لی ہیں۔ ہماری تو جاڑے میں جب آنکھ کھلی تکیہ پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیر لیے اور چار پائی پر بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھ لیں۔ اور لحاف میں دبک رہے۔ مسلمانو! لم تجدوا ماءً کے معنی سمجھے۔ یعنی جب پلنگ پر رکھا ہوا گھڑا نہ ملے فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا کا مطلب جانا۔ یعنی تکیہ پر ہاتھ مار لو۔ اگرچہ اُس پر نام کو بھی مٹی نہ غبار۔ نہ تکیہ دار کو مرض نہ آزار۔ ولا حول ولا قوۃ اِلا باللہ الواحد القہار۔ غیر مقلدوں کے مذہب میں اس قسم کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ چند ایک فقیر نے غیر مقلدوں کے رد میں کتاب شتر بے مہارہ میں لکھی ہیں۔

جب غیر مقلدین آرام طلب ہیں تو وہ ض کی سختیاں دیکھ کر گویا کہتا ہے۔

ع وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو ساماں کا

آرام و آسائش کی بنا پر کہتے ہیں۔ سیدھی سادھی ظ پڑھو۔ خدا مغضوب فرمائے۔ تم مغلوب گمراہ ہو۔ اعلٰے حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ فقیر نے خود بعض مفتیان مجہول کا فتوٰے دیکھا۔ جس کے آخر میں صراحتہً لکھا۔ حاصل یہ کہ "جس شخص سے مخرج ضاد کا نہ آوے وہ ظا پڑھے۔ ہوا الحق والصواب۔ تو مسلمانوں کو چاہیے کہ بہت جلد اس کے عامل ہوں"۔ یعنی ض کو چھوڑ کر ظ پڑھنے لگیں۔ اسی کا نام قصدی تبدیل ہے۔ یہی کلام جلیل ہے۔

غیر مقلدین کا اصلی مقصد

یہ جوابات اس تقریر کے ستھے کہ ضاد کو ظا، پڑھنے کی وجہ کیا ہے۔ ایک وجہ تو ہم نے عرض کر دی دوسری تقریر دوسرے سوال کے جواب کی یوں ہوگی۔ کہ غیر مقلدین کا ضاد کو ظا، پڑھنا

عمدا ہوتا ہے وہ صرف اس لئے کہ ان کا اصلی مقصد ہے امت کے شیرازہ کو منتشر کرنا تفرقہ بازی، لڑائی جھگڑا، خلاف در اختلاف برپا کریں۔ تاکہ انگلیاں اٹھیں۔ نام مشہور اور پانچوں سواروں میں ان کا نام مشہور ہو۔ چنانچہ فقیر کے رسالہ "ھدایۃ السالکین فی توضیح غنیۃ الطالبین" میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ" صاد۔ سین وغیرہ کے التباس میں نہیں جھگڑتے۔ کیونکہ اس اختلاف سے ان کا مقصد حل نہیں ہوتا۔ اور ضاد کا جھگڑا برپا کرنے پر عوام کو اکسانا مطلوب ہے۔

سوال :۔ ضاد کو ظا پڑھنے والوں کو تم نے وہابی گردانا ہے۔ حالانکہ وہ تو تجوید کے فن کا عذر کرتے ہیں؟

جواب :۔ تجوید کا تو محض عذر ہے۔ ہاں ضاد کو ظا پڑھنے سے ان کی اصلی غرض یہی ہے۔ کہ عوام کی نظروں میں آجائیں۔ اسی لیے کہ انہوں نے اپنے مذہب کی علامت بتائی۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر ص۹۶ میں ہے۔

"سئل ابو حنیفۃ رحمہ اللہ علیہ عن مذھب اھل السنۃ والجماعۃ فقال ان تفضل الشیخین ای ابابکر وعمر رضی اللہ عنھما وتحب الختنین ای عثمان وعلیا رضی اللہ عنھما وتری المسح علی الخفین وتصلی خلف کل بر وفاجر۔

امام ابو حنیفہؒ سے مذہب اہل سنت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ شیخین یعنے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو فضیلت دو۔ اور حضور علیہ السّلام کے دو دامادوں یعنی عثمان اور علی رضی اللہ عنہما سے محبت کرو اور موزوں پر مسح کے جواز کا اعتقاد رکھو اور ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو۔

منیۃ المصلی ص۸۹ مطبوع لاہور کی باب زلۃ القاری میں ہے کہ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ :۔ " وذکر فی الذخیرۃ اذا لم یکن بین الحرفین اتحاد فی المخرج ولا قرب الا انہ فیہ بلوی عامۃ نحو ان یاتی بالذال مکان الضاد او یاتی بالزای المحض

مکان الزال او الظاء مکان الضاد لاتفسد عند بعض المشائخ دمینۃ المصلی۔

ذخیرہ میں ہے کہ دو حرفوں میں نہ تو اتحاد فی المخرج ہے۔ نہ قرب ہو مگر اس میں بلوی عامہ ہو۔ مثلاً ضاد کی جگہ ذال یا ذال کی زائے محض کو یا ضاد کی جگہ ظا رکھیئے تو بعض مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔

جواب:۔ یہ مخالفین کی عام عادت ہے کہ دھوکہ دہی کی بنا پر ادھوری عبارتیں لکھتے ہیں حالانکہ اسی منیہ میں اسی جگہ پر ہے کہ:۔

"اَمَّا اذا قرأ مکان الذال ظاء او مکان الضاد ظاء او علی القلب تفسد صلوٰۃ وعلیہ اکثر الائمۃ"۔ منیۃ المصلی ص۹۶۔ اسی پر اکثر ائمہ کا اعتماد ہے۔

بہر حال جب ذال کی ظاء یا ضاد کی جگہ ظاء پڑھا۔ تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اسی پر اکثر ائمہ کا اعتماد ہے۔

توضیح مزید

ہم یہاں پر ایک توضیح موزوں سمجھتے ہیں تاکہ فقہا کرام کی عبارات سے مخالفین عوام اہلسنت کو پریشان نہ کر سکیں۔ وہ یہ کہ فقہاء کرام کی عبارات تین طرح ہیں۔

۱۔ امام فضلی نے جان بوجھ کر ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کو کفر قرار دیا۔

۲۔ اکثر ائمہ نے فساد صلوٰۃ کا سبب قرار دیا۔

۳۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ اس طرح پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اِن اقوال کے سمجھنے سے پہلے یاد رکھیں کہ قرآن الفاظ اور معانی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ جیسا کہ کتب اصول میں مرقوم ہے۔ "وھو اسم للنظم والمعنی جمیعا (نور الانوار ص۹ حسامی ص۳)

قرآن لفظ اور معنے دونوں کا نام ہے۔

پس جس شخص نے قرآن کے ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیا اس صورت میں دو احتمال ہیں۔ (۱) اس تبدیل شدہ لفظ کی نظیر قرآن میں موجود ہو گی اور

اور معنی بھی مناسب ہوگا (۲) اس کی نظیر قرآن میں نہ ہوگی۔ شق اول میں لفظ نہ بدلا۔ اور نماز فاسد نہ ہوگی۔ جیسے کوئی شخص لیغیظ کی ظاء کو ضاد سے بدل کر لیغیض پڑھے۔ کیونکہ لیغیض کی نظیر غیض الماء قرآن میں موجود ہے۔ اور معنی بھی مناسب ہے۔ کیونکہ غیض کا معنی ہے "کم ہونا" پس لیغیظ بھم الکفار کا معنی ہے۔ "تاکہ کفار کو کم کردے" اور ان کا تناسب ظاہر کرے۔ اور شق ثانی میں یعنی حرف بدل گیا ہو۔ اور اس کی نظیر قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ پس لفظ تو بہرحال متغیر ہوگیا۔ اور معنی کے اعتبار سے تین احتمال ہیں۔ (۱) لفظ بدل دینے کے بعد بھی اصل معنی برقرار رہا۔ جیسے کوئی شخص لیغیظ میں ظاء کی جگہ ذال پڑھے۔ کیونکہ دونوں کا ایک معنی ہے۔ قاموس میں ہے المغتاذ المغتاظ پس اس صورت میں صرف لفظ بدلا ہے۔ معنی نہیں بدلا۔ لہذا نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۲) اگر اصل معنی باقی نہ رہا تو (الف) تبدیلی کے بعد لفظ مہمل رہ جائیگا کہ اس کا کوئی معنی نہ ہو۔ جیسے مغضوب میں کوئی ضاد کی جگہ ظاء پڑھے۔ کیونکہ اس لفظ کا کوئی معنی نہیں۔ غنیۃ المستملی میں ہے۔ غظب الظاء لیس لہ معنی اور (ب) اس لفظ کا معنی تو ہوگا مگر یہ معنی لفظ قرآن کے خلاف اور اس کا متغیر ہوگا۔ جیسے کوئی شخص تلذّ کی ذال کو ظاء سے بدل کر تلظّ پڑھے کیونکہ تلذ لذت سے ماخوذ ہے۔ اور تلظ کا معنی لزوم اور الحاح ہے کذا فی شرح المنیۃ ص۴۴۹ پس آخری دو صورتوں میں بھی جس نے مغضوب کی جگہ مغظوب پڑھا یا تلذّ کی جگہ تلظ پڑھا۔ قرآن کا لفظ اور معنی دونوں بدل گئے۔ اور قرآن چونکہ لفظ اور معنی دونوں سے عبارت ہے۔ پس یہ وہ الفاظ نہیں جنہیں اللہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا تھا۔ اور جنہیں جبرائیل امین نے حضور پر اور حضور نے صحابہ پر پڑھا۔ پھر غیر قرآنی الفاظ کو پڑھنے والا تین حال سے خالی نہیں۔

(۱) وہ عمداً غیر قرآن کو قرآن سمجھ کر پڑھتا ہے۔ اور یہ کفر خالص ہے اور من افتری علی اللہ کذبا کے تحت داخل ہے۔ پس جن فقہاء نے ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کو کفر قرار دیا۔ وہ اسی شق پر محمول ہے

(۲) وہ غیر قرآن کو غیر قرآن سمجھتا ہے۔ لیکن عمداً نماز میں غیر قرآنی کلمات یعنی کلام الناس کو داخل کرتا ہے۔ پس اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ کیونکہ کلام الناس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لقولہ علیہ السلام " ان صلاتنا ھذا لا یصلح فیھا شئ من کلام الناس " تحقیق ہماری یہ نمازیں دنیاوی کلام کی صلاحیت نہیں رکھتی "

اور اکثر ائمہ کرام جنہوں نے ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کو فساد صلوٰۃ کا سبب قرار دیا۔ اسی تقدیر پر محمول ہے۔ (۳) وہ انتہائی کوشش اور غایۃ اجتہاد سے اپنے خیال میں لفظ کو اس کے مخرج سے ادا کرتا ہے۔ لیکن ادائیگی دوسرے لفظ کے مخرج یا اس کے مشابہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ پس اس صورت میں عموم بلوی کی وجہ سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ کیونکہ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ اور بعض مشائخ جنہوں نے کہا۔ نماز فاسد نہ ہوگی۔ ان کا قول اسی صورت پر محمول ہے۔ باقی ابحاث " الجام الضاد " میں دیکھیے۔

سوال :- ایک ہی فعل کفر، پھر وہی مکروہ یہ الٹی منطق سمجھ نہیں آتی۔

جواب :- نیات پر دار و مدار ہے اگر غلطی کو غلط سمجھ کر پڑھتا تو کافر ہے۔ اگر سہواً یا خطاً غلطی کرتا ہے تو کافر نہیں جیسے تکبیر تحریمہ میں " اللہ اکبر " کے اللہ سے پہلے مد بڑھانا اگر عمداً بڑھاتا ہے اور اس سے مراد اللہ کے بڑے ہونے پر شک رکھتا ہے کافر ہے۔ اس قسم کے فقہ میں ایک دو نہیں سینکڑوں مثالیں ہیں۔ ضاد کو ظاء اس ارادہ پر پڑھتا ہے کہ ضاد کوئی حرف دیگر نہیں بلکہ وہ ظاد ہے اور د سے ظاہر ہے کہ ظاد عجمی لفظ ہے جیسے ہمارے روزمرہ کے الفاظ " فیض۔ ضرورت ۔ حوض ۔ غرض ۔ وضو ۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور پہلے عرض کیا گیا ہے۔ کہ عجمی الفاظ عمداً قرآن میں ملانا کفر ہے۔ اور خطاءً وسہواً مکروہ ہے۔ اسی لیے ہم نے شریعت مطہرہ کا احسان مانا کہ اس نے سہولتیں بخشیں کہ متشابہ الصوت الفاظ ایک دوسرے کے بجائے پڑھنے سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے نہ کفر لازم آتا ہے۔ ورنہ اکثر قرآن پڑھنے والے ذ۔ ع۔ س۔ ص۔ ق۔ ک۔ ح۔ ھ۔ کے فرق نہ کرنے پر مجرم گردانے جاتے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(سوال) مولوی عبدالحی لکھنوی تمہارا حنفی بھائی ہے۔ وہ بھی ضاد کو ظا ، وغیرہ پڑھنا جائز کہتا ہے۔ اس کے باوجود تم نہیں مان رہے۔

جواب ۱؎ : ہم نے دو جلیل ائمہ ، احناف اور متعدد ائمہ تجوید کے اقوال پیش کئے وہ تمہارے لیے کیوں قبول نہیں۔

جواب ۲؎ : تم حدیث کی تقلید کا دعویٰ کر کے ہمارے احناف کے قول کا سہارا کیوں تلاش کر رہے

جواب ۳؎ : جس مولوی عبدالحی لکھنوی کا فتاویٰ پیش کرتے ہیں وہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں شیعوں غیر مقلدوں نیچریوں ، ہندوؤں کی بہت بڑی رعایت رکھی گئی ہے۔ اور بہت سی باتیں اہل سنت و جماعت حنفی المذہب کے خلاف فتاوے میں مندرج ہیں۔ اور ہمارے علماء نے اُن کے غلط فتووں کی اچھی طرح سے تردید کر دی ہے۔ جو لوگ نہیں جانتے ہیں وہ انکی کتاب کا حوالہ دیتے ہیں اور جو جانتے ہیں تو ان کے فتاوے اور ان کی تالیفات کے حوالے کو مطلق نہیں مانتے

جواب ۴؎ یہ مغالطہ ہے کیونکہ مولوی عبدالحی غیر مقلدوں کی بہت بڑی تائید کرتے تھے۔ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔ تمام علمائے ہند پر ظاہر ہے اور اب بھی ان کا فتاویٰ موجود ہے غور کرنے سے بخوبی تمام کل حال معلوم ہو جائیگا جو کہ درحقیقت مجموعۃ الخطا دی ہے ہم اس سے بہت پرہیز کرتے اور ان کے حوالے کو نہیں مانتے۔ اکثر غیر مقلد مولوی عبدالحی کا حوالہ دے کر سُنیوں کو قائل کرتے ہیں۔ اس سے بیچارے عوام دھوکے میں آجاتے ہیں۔ مولوی عبدالحی لکھنوی کے فتاوے سے بہت بڑا فساد ہندوستان میں پڑا۔ اس سے اہلسنت کو ہوشیار رہنا چاہیے۔ یاد رہے گروہ اہلسنت کے علماء سے ہرگز نہیں ان کی عقائد کی خرابیاں دیکھنا منظور ہو تو تنبیہ الجہلہ و تنبیہ الاشرار و ارغام الجاہل و جدح الغدار و تحفہ حنفیہ و فتوی العلما بتعظیم آثار النبی وغیرہ کتابوں کو دیکھیں جو خاص اسی عبد کی وغیرہ کے اغلاط کی نشاندہی میں لکھی گئی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ مولوی عبدالحی کے فتاویٰ (جو خلاف عقائد اہل السنت و جماعت کے ہیں۔) کو نادانستگی کی وجہ سے اقوال باطلہ کو مثل کلام اہلسنت و جماعت کا عالم سمجھ کر اُن کے باطل مسائل و

خلاف فتوؤں پر بہ سبب شہرت کے اکثر لوگ بہکے اور دھوکہ کھا کر عمل کرنے لگے۔ انہی فتاویٰ میں ضاد کا پڑھنا تائیدیں شیعوں غیر مقلدوں کے مندرج ہے۔ حالانکہ ان کے اکثر فتوے اجماع اہلسنت کے برخلاف پائے گئے۔ مولوی عبدالحی نے مولود شریف کبھی نہیں کیا اور لکھنؤ میں ان کے پیچھے لوگ آمین رفع یدین کرتے تھے[1]۔ اگرچہ مولوی صاحب نے غیر مقلدین کے رد میں کافی رسائل بھی لکھے ہیں۔ لیکن بہت سے مسائل میں ان کے مؤید بھی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود کثیر التصانیف اور ایک سُنی عالم کے صاحبزادہ ہونے کے نہ اہلسنت میں مقبول ہوئے نہ دیوبندیوں اور وہابیوں میں۔ حالانکہ ان کے تلامذہ کی کثرت اور تصانیف کی دفترت سے ان کا حق بنتا کہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہوتے۔ لیکن اس صدی کی تجدید اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے نام نامزد ہو گئی اور یہ بیچارے اپنی دوغلی پالیسی کی وجہ سے محروم رہے

سوال:۔ چونکہ ضاد کو صحیح پڑھنا عوام کے بس سے باہر ہے۔ فلہذا بقانون "عموم البلویٰ" اگر اسے ظاء پڑھا جائے تو کونسا حرج ہے؟

جواب:۔ یہ بھی محض عذر برائے عذر ہے ورنہ ضاد کا مخرج اتنا مشکل نہیں جیسے مخالفین نے مشہور کر رکھا ہے۔ جیسا کہ ہم نے حروف کے مخارج کی بحث میں لکھا ہے۔ اور نہ ہی مخرج ضاد "عموم البلویٰ" کے حکم میں شامل ہو سکتا ہے۔ فقیر نے سلب الطغویٰ فی عموم البلویٰ میں عموم البلویٰ کی صورتیں لکھی ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ ضاد میں عموم البلویٰ ہے نہیں۔ ضاد کے متعلق مزید ابحاث عجیبہ و فوائد غریبہ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے رسالہ جات "نعم الزاد اور الجام الصاد" میں ہیں۔

سوال:۔ اگر ضاد ظاء کے مخرج سے خارج ہے تو پھر تم کیوں وضو، ضرورت، حوض، حاضری حضور، فیض، فیوض بولتے ہو؟

جواب:۔ پہلے سے عرض کیا گیا ہے کہ یہ ضاد عجمی ہے۔ جس سے ظاء کا شک پڑتا ہے۔ اور قرآن مجید میں عجمی لفظ ملانا کفر ہے۔ ہم اپنی عجمیت میں ضاد کو ظاء پڑھتے ہیں۔ لیکن تلاوت قرآن میں ضاد کا اصل مخرج ادا کرتے ہیں یہ ایسے ہے جیسے آج کل عرب قاف کو گاف بولتے ہیں جیسے موقف کو موگف

[1] جدرالاقوامہ

یاثا رکوتار کہتے ہیں مثلاً ثلاثہ کو تلاتہ اور ثلاجہ کو تلاجہ ۔ ثلاثین کو تلاتین وغیرہ وغیرہ ۔ اور قال ۔ اقوال ۔ قول کو کل ۔ اگول کول بولتے ہیں ۔ لیکن جب قرآن مجید تلاوت کرتے ہیں تو اسی طرح کا اصلی قاف اور اصلی ثا ر صاف کر کے پڑھتے ہیں ۔

بہرحال مجمیت کو عربیت کو گھیسٹنا کفر ہے اور نماز بھی باطل ہے ۔ اسی لیے ایسی حرکت سے بچنا لازمی ہے اور ضروری ہے اگر کوئی ضد ہے تو ہمارا کام تھا دلائل قائم کرنا ۔ وہ پیش کر دیئے ۔ کوئی نہیں مانتا تو اُسے خدا سمجھے ۔ وما علینا الا البلاغ فصلے اللہ علے سیدنا وحبیبنا ومولانا محمد ن مصطفٰی واصحابہ وآلہٖ اجمعین ۔

انا الفقیر العاجز ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ بہاول پور ۔ ۱۴۰۰-۱۱-۱۱ ھ

علامہ اویسی کی قابلِ مطالعہ تصانیف

۱۔ صدائے نوی شرح مثنوی مولانا رومؒ اردو
۲۔ تبلیغی جماعت کے کارنامے
۳۔ رودادِ مناظرہ غازی پور مابین تونسوی وعلامہ اویسی
۴۔ انگوٹھے چومنے کا ثبوت
۵۔ آئینہ شیعہ نما
۶۔ شرح حدیثِ افک
۷۔ مشکل ترکیبیں
۸۔ گستاخوں کا برا انجام
۹۔ حج کا ساتھی
۱۰۔ دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت

مفسرِ قرآن فیضِ ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ کی تصانیف

معراج مصطفےٰ	تاریخ محبوب مدینہ	شہد سے میٹھا نام محمد
تفسیر اویسی	ذکرِ اویس	ذکرِ سیرانی
انگوٹھے چومنے کا ثبوت	حاضر و ناظر کا ثبوت	نمازِ جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت
اذان بر قبر	کفن پر لکھنا	وہابی دیوبندی کی نشانی
تبلیغی جماعت کے کارنامے	تبلیغی جماعت کا شخصی کارڈ	دیوبندی بریلوی فرق
بھیا کا بیڑا	خطبہ اویسیہ	شیعہ کہانی
آئینہ شیعہ نما	شرح حدائق بخشش	امامِ حرم اصبہم
ندائے یا رسول اللہ	نعلین مبارک کے فضائل	مدحتِ رسول نعت

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور